شمارہ نمبر: ۵

افکار

امت مسلمہ کے حالات، عصری تقاضے اور دعوت فکر

مع تاثراتِ علمائے کرام

موضوعات:

ناشر: تحریک نظامِ مصطفیٰ ﷺ

Book name : AFKAR PART 5 [with views of Ulama e ikram]

Language : Urdu

Author : Ulama e Ahle Sunnat

Hijri Date : 20 Ramadan ul Mubarak 1442 H

English Date : 03 May 2021(Monday)

Publisher : Tehreek Nizam e Mustafa (India) or TNM Official

Any Query, contact us : 9675801762 & 9720315389

Read another books, visit: archive.org/details/@tehreek_nizam_e_mustafa_

Also follow us on: Facebook | Instagram | Youtube | Twitter

About Us:

All Praise is to Allah the Exalted! The revolutionary organization of Ahlus Sunnah wal Jama'ah "Tahreek Nizam e Mustafa ﷺ" is constantly working for propagating the message of Ahlus Sunnah. And every work which it does is in the light of thoughts and views of Imam Ahmad Raza. It is an organization comprising of students from schools and colleges as well as seminaries (Madaris). The main aim of our organization is to preserve the beliefs of Ahlus Sunnah and the eradication of various ill practices in the society and regarding the same time and again various articles are published by us and along with it religious gatherings are organized. It is supplication to Allah the Exalted that he through the mediation of his Prophet (peace and blessings be upon him) blesses the members of this organization with true love of Islam and keeps them firm on the creed of Ahlus Sunnah wal Jama'ah and gives them success in their goals. Ameen.

TNM OFFICIAL

تأثرات علی الأفکار

علمائے اہل سنت کے افکار میگزین پر تاثرات

تاثرات علمائے کرام

از: مصلح قوم وملت علامہ تطہیر احمد صاحب قبلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحریک نظام مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیر اہتمام **افکار** نام کی اسلامی میگزین کی کچھ کاپیوں کے چند مقالات و مضامین جگہ جگہ سے دیکھنے کا موقع ملا بڑی خوشی ہوئی اور ایک میں ہی کیا ہر دین دوست آدمی اسے دیکھ کر خوش ہوگا۔
مدیر اعلیٰ عزیزم جناب محمد حسان رضا اعینی صاحب دین و دنیا کے اعتبار سے حالات زمانہ پر نظر رکھنے والی ایک صاحب بصیرت شخصیت ہیں اور ان کے ساتھ اہل علم و دانش کی ایک اچھی ٹیم ہے جو کافی وافی دینی اسلامی معلومات رکھنے کے ساتھ ساتھ جدید علوم سے خوب واقف ہیں۔ دور حاضر کے تقاضوں کی بھرپور جانکاری رکھتے ہیں اسلامی علوم و خیالات و نظریات کو خواص و عوام کے ذہنوں سے قریب کرنے کے لیے ہر سطح و معیار پر اترنے کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں۔

یہ میگزین وقت کی ایک اہم ضرورت ہے مجھ کو امید ہے کہ معاشرے میں پھیلی ہوئی برائیاں طرح طرح کی خرابیاں دور کرنے کے لیے یہ اندھیرے کا چراغ ثابت ہوگی دعا ہے رب کریم رؤف و رحیم مقبول عام فرمائے اور قوم کے بچے، بوڑھے، جوانون، مردوں، عورتوں سب کو اس سے نفع حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے شرکاء کار کی یہ سعی مشکور کوشش مقبول محنت محبوب فرمائے۔

آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین علیہ و علی آلہ افضل الصلاۃ والتسلیم

کتبہ: العبد

تطہیر احمد الرضوی البریلوی

۱۵ شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ

۲۹ مارچ ۲۰۲۱ء

از: مولانا طارق انور صاحب مصباحی

مدیر :ماہنامہ پیغام شریعت دہلی

مسملا وحامدا::ومصلیا ومسلما

رسالہ **"افکار"** کے چار شمارے نظر نواز ہوئے۔اس کے مشمولات ومندرجات اور مضامین وتحاریر دیکھ کر قلبی فرحت وشادمانی محسوس ہوئی۔تمام مواد کو حالات کے تقاضوں کے مطابق پایا۔

عوام الناس اور اسکول وکالج کے طلبہ وطالبات کے لئے ایسے رسائل بہت پرکشش ہوتے ہیں۔جن میں سہل اسلوب میں اسلامی عقائد ومسائل پیش کئے جائیں۔اس رسالے نے وقت کی ایک اہم ضرورت کی تکمیل کردی ہے۔

رسالہ کے تمام کارکنان وذمہ داران اور مضمون نگاران ومعاونین دعاؤں اور تحسین وآفریں کے مستحق ہیں۔خصوصا جناب محمد حسان رضا اعینی اور ان کے جملہ احباب۔جنہوں نے مسلمانان ہند کے لئے ایسے جاذب نظر اور نفع بخش و قیمتی تحفہ کا اہتمام وانتظام کیا۔

ہم امید رکھتے ہیں کہ اہل ادارہ یہ سلسلہ تا دیر جاری رکھیں گے اور قوم کو اسی طرح بیش بہا علمی تحائف سے نوازتے رہیں گے۔

اللہ تعالی ہماری امیدوں کی تکمیل فرمائے اور اہل ادارہ کو دونوں جہاں کی سعادتوں اور نعمتوں سے بہرہ مند فرمائے اور دارین کے حسنات وبرکات سے سرفراز فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین الکریم علیہ وعلی آلہ واصحابہ الصلوۃ والتسلیم

طارق انور مصباحی

09 اپریل 2021

از: ماہر درسیات مولانا تنظیف احمد صاحب رضوی مصباحی

ناظم تعلیمات جامعہ رضویہ برکات العلوم۔ سہسوان

گرامی قدر جناب محمد ناظم صاحب رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

تحریک نظام مصطفی کی جانب سے نکلنے والا میگزین بنام **افکار** کے چار حصے بذریعہ پی۔ڈی۔ایف موصول ہوئے۔ دور جدید کے تقاضوں سے آراستہ مجموعے دیکھکر آنکھوں کو نور، دل کو سرور حاصل ہوا۔ عمل کی اصلاح کے ساتھ، بہت خوش اسلوبی سے عقائد حقہ اہلسنت کو قوم تک پہنچانے کی کوشش لایق صد تحسین ہے۔

بلاشبہ جماعت اہلسنت میں یہ ایک ایسا انوکھا اور بامقصد کام ہے جسکی اشد ضرورت محسوس کی جارہی تھی۔

مولا تعالی آپ حضرات کی کوششوں کو مقبول و منظور فرما کر دارین کی سعادتوں سے نوازے اور اس میگزین سے سارے جہاں مستفید فرمائے۔

والسلام

تنظیف احمد رضوی مصباحی

از: مولانا محمد صابر صاحب اسماعیلی

مدیر اعلی: ماہنامہ بہار تحریر

افکار: امت مسلمہ کے حالات، عصری تقاضے اور دعوت فکر

آج سے تقریباً ایک سال پہلے تحریک نظام مصطفی کی جانب سے یہ سلسلہ شروع کیا گیا۔ اس میگزین **"افکار"** کا پہلا حصہ مئي 2020 میں شائع ہوا تھا۔ یہ سچ ہے کہ کافی کچھ لکھا جا چکا ہے اور لکھا جا رہا ہے لیکن تحریری کام کی اتنی ضرورت ہے کہ جتنا بھی لکھا جائے کم ہو گا۔ امت مسلمہ کے موجودہ حالات پر کلام کرنا، عصری تقاضوں کے مطابق مواد فراہم کرنا اور دعوت فکر بہت ضروری ہے۔ آج مسلمانوں کے جو بھی حالات ہیں یا پھر مستقبل کی ہی بات کریں تو ان میں افکار کا ایک اہم کردار ہے۔ یہ بات قابل غور ہے کہ ہماری فکر کیا ہے۔ جب فکر اچھی ہو گی تو ہم اچھے کام کے لیے آگے بڑھیں گے۔

جہاں ہر طرف سے دشمنان اسلام اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ امت مسلمہ کو ذہنی طور پر غلام بنا کر استعمال کیا جائے تو ایسے میں یہ بھی ہمارا مقصد ہے کہ ہم افکار پر کام کریں۔ اپنے نام کی؛ طرح یہ میگزین اسی مقصد کا ایک حصہ بنی ہوئی ہے۔ اللہ تعالی اسے قبول فرمائے۔

اس کے چار حصے شائع ہو چکے ہیں اور یہ پانچواں حصہ آپ کے سامنے ہے۔ کئی علما کے مضامین اس میں شامل کیے جاتے ہیں۔ ان کا مطالعہ کم وقت میں بہت فائدہ دیتا ہے کیونکہ بعض اوقات پوری کتاب کا نچوڑ آپ کو ایک مضمون میں مل جاتا ہے۔ پڑھنے والے اس کا فائدہ اٹھائیں اور جنھوں نے محنت کی ہے ان کے لیے دعا فرمائیں، ساتھ ہی دوسروں کو پڑھنے کی ترغیب دی جائے۔

عبد مصطفی محمد صابر اسماعیلی

از: مولانا محمد جسیم صاحب عطاری

متعلم جامعۃ المدینہ فیضان عطار نیپال گنج نیپال

میں نے **افکار** میگزین کا مطالعہ کیا تو دور حاضر کے اعتبار سے بہت بہت مفید پایا موجودہ دور میں پائی جانے والی خرابیوں کو بہت ہی بہترین اور آسان الفاظ میں پرویا گیا ہے جس سے قارئین کو پڑھنے کے شوق و علم میں مزید اضافہ ہوا ہو گا۔

میری پرسنل یہ خواہش تھی کہ ایسے موضوعات پر کوئی رسالہ یا کتاب میسر ہو کہ جس کا مطالعہ کیا جائے پھر آخر کار ایک اسلامی بھائی نے مجھ کو افکار میگزین کی پی ڈی ایف فائل سینڈ کی میں نے اس کو پڑھا اور علم میں مزید اضافہ ہوا اور بہت بہت بہتر لگا میں ان کا بہت شکر گزار ہوں۔

اللہ پاک اس کے محررین کو بہتر جزا عطا فرمائے۔

اللہ پاک ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد جسیم عطاری

افکار

شمارہ نمبر: ۵



فہرست مضامین

ابتدائیہ

قوت فکر و عمل پہلے فنا ہوتی ہے

پھر کسی قوم کی شوکت پر زوال آتا ہے

امت مسلمہ کے موجودہ حالات کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ حکومت ان کے پاس نہیں، اقتدار انکا ختم ہو چکا لیکن ایک چیز اس امت کے پاس باقی تھی جے فکر کہتے ہیں جس فکر کو لے کر یہ امت، محنت و مشقت کر کے اپنے دشمن کو خاک میں ملا سکتی تھی لیکن اب وہ فکر ہی اس قوم کے دلوں سے فنا ہوتی جارہی ہے اور یہ قوم اغیار کی غلامی کی زنجیروں میں جکڑ چکی ہے سب کچھ ختم ہو چکا ہے پھر بھی ہمارے حالات کیا ہیں؟ وہی گناہوں میں لتھڑی زندگی جینے جارہے ہیں۔

ارے یہ تو وقت اللہ کی بارگاہ میں رو کر گڑ گڑا کر معافی مانگنے کا تھا کہ ہم اللہ تعالی سے عرض گزار ہوتے کہ اللہ ہمیں معاف فرمادے۔ ہمیں در گزر فرمادے۔ ہم اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں ہم نے تیرے احکام کی پابندی نہیں کی اس لئے ہم پر یہ مصیبتیں آئی ہوئی ہیں۔ یہ تو وقت اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں رجوع کرنے کا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اللہ سے دعا کرنے کا تھا لیکن ہم غفلت میں مبتلا ہیں ہم وہی کر رہے ہیں جو ہمارا نفس ہم سے کہہ رہا ہے۔

اس میگزین کو نشر کرنے کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ امت مسلمہ کی فکر کو نئی تازگی دی جائے اور جو برائیاں اور نفرتیں ہماری قوم کے درمیان پنپ رہی ہیں اور بزدلی ہمارا اشعار بن چکی ہے ان سب کو ختم کرنے کی کوشش کی جائے یہ تبھی ہو سکتا ہے جب معاشرے کا ہر فرد برائیوں کو مٹانے کے لئے جدوجہد کرے اور اس کو اپنا ایک اہم فریضہ سمجھ کر کام کرے پھر وہ دن دور نہیں جس دن ہم اپنے کھوئے ہوئے دن واپس پالیں گے ضرورت ہے قوم کے فکر و عمل پر کام کرنے کی۔

قارئین سے گزارش ہے کہ اس میگزین کو پڑھنے تک ہی محدود نہ رکھیں بلکہ اس سے سبق حاصل کر اپنی زندگی میں اسلام کے مطابق عمل کرنے کی ضرورت ہے اس میگزین کو نشر کرنے کا مقصد تبھی حاصل ہو سکتا ہے جب اس کو پڑھنے والے اللہ کی توفیق سے ان تعلیمات پر عمل پیرا ہوں اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔

محمد حسان رضا راعینی

May 3, 2021

مغرب کا نظام تعلیم اور اس کے لرزہ خیز اثرات

مفکر اسلام علامہ قمر الزماں صاحب قبلہ اعظمی:

تعلیم کا بنیادی مقصد ایک مسرت بخش، پر سکون تخلیقی اور تعمیری زندگی کا حصول ہے۔ صحیح تعلیم، معاشرے کی تشکیل و تعمیر میں انتہائی اہم رول ادا کرتی ہے مگر خراب تعلیم معاشرے کو تباہ و برباد کر دیتی ہے۔

امریکہ کے صدر جان ایف کینڈی نے کہا تھا:

"بچے کی خراب تعلیم بچے کے قتل کے مترادف ہے"۔

جوزف اسٹالن نے کہا تھا:

"تعلیم ایک ہتھیار ہے مگر اس کا استعمال معلم، مقصد تعلیم اور متعلم کے ارادوں پر مبنی ہے اس سے اچھائیوں کا خون بھی کیا جا سکتا ہے اور برائیوں کا استیصال بھی"

یونانی فلاسفر ارسطا طالیس نے کہا تھا:

"حکومتوں اور بادشاہوں کا مستقبل بچوں کی تعلیم پر منحصر ہے"۔

مندرجہ بالا اقوال کی روشنی میں آج ہم مغربی اور بالخصوص برطانوی نظام تعلیم کا جائزہ لیں تو

ہم یہ کہنے پر مجبور ہوں گے کہ موجودہ نظام تعلیم تعمیر انسانیت کی طرف نہیں بلکہ تخریب کی طرف ایک منظم اور خوف ناک پیش رفت ہے۔

آج کے اسکولوں، کالجوں اور یونی ورسٹیوں میں جو نظام تعلیم رائج ہے اس کے نتیجے میں پورا معاشرہ تباہی اور بربادی کے دہانے پر پہنچ چکا ہے۔ قتل، لوٹ، غارت گری، زنا، غیر شادی شدہ ماؤں کی کثرت، یہ سارے مفاسد موجودہ نظام تعلیم کا منطقی نتیجہ ہیں۔

آج کے اسکول اور کالج ایک ایسے جنگل میں تبدیل ہو چکے ہیں جہاں اخلاقی گراوٹ، جنسی انارکی، ڈرگ کا استعمال، انسانیت کی تضحیک، مستقبل سے بے نیازی اور انجام کار کے طور پر مایوسی اور خودکشی سبھی کچھ موجود ہیں مگر انسانیت کی اعلی ترین اقدار کا دور دور تک پتا نہیں ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کیوں ہے؟ اس کا سب سے مختصر اور مکمل جواب یہ ہے کہ آج کے نظام تعلیم سے روحانی اور اخلاقی مضامین کو خارج از نصاب قرار دے دیا گیا ہے۔ آج ان کے ہاتھ میں علم کا ہتھیار تو دیا جا رہا ہے مگر انہیں یہ بتانے والا موجود نہیں ہے کہ ہمارا مقصد حیات کیا ہو، ہمارے فرائض دوسروں سے متعلق کیا ہیں، ہمیں کس لیے پیدا کیا گیا ہے، اور ہمیں مقصد تخلیق کو حاصل کرنے کے لیے کن راہوں پر چلنا ہو گا؟ موجودہ نظام تعلیم کو اخلاقی

مضامین سے بے نیاز کر دینے کا نتیجہ یہ ہے کہ خود غرضی اور نفس پرستی نے ظلم و جبر کا بازار گرم کر رکھا ہے اور انسان؛ انسان کو نگل جانے کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔

ایک عظیم سائنس داں البرٹ آئن اسٹائن نے کہا تھا کہ :

"بچے اگر اخلاقی اعتبار سے معیار تعلیم پر پورے اتریں تو وہ انسان ہیں ورنہ ان کی حیثیت ایک تربیت یافتہ کتے سے زیادہ نہیں ہے"۔

مشہور انگلش رائٹر جان رسکن نے کہا تھا:

تعلیم کا یہ مقصد نہیں ہے کہ لوگوں کو وہ بتایا جائے جو وہ نہیں جانتے، بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو یہ پڑھایا جائے کہ وہ کام کریں جو وہ نہیں کرتے۔

تعلیم کا مقصد خالی دماغوں میں معلومات کا بھرنا نہیں بلکہ ایسی چیزوں کی تعلیم دینا ہے جو ان کے لیے مفید اور تعمیری ہوں۔

مذہبی اور روحانی، اخلاقی اور اعتقادی اقدار کو نصاب تعلیم سے خارج کر دینے کا پہلا بھیانک نتیجہ پہلی اور دوسری جنگ عظیم کی صورت میں نکلا تھا اور اب بھی اگر ان مفاسد کا سد باب نہ کیا گیا اور انسانوں کو انسانوں سے محبت اور احترام کی تعلیم نہ دی گئی تو تیسری جنگ عظیم دنیا کی مکمل تباہی پر منتج ہو گی۔

آج امریکہ اور روس ایٹمی اسلحہ کے پھیلاؤ کو روکنے کی کوشش کر رہے ہیں، لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ ایٹمی اسلحے تیار ہی کیوں کیے گئے؟ کیا اس قدر بھیانک اسلحے تیار کرنے والے جاہل تھے؟ کیا انہیں معلوم نہیں تھا کہ ہم دنیا کی مکمل تباہی کا سامان فراہم کر رہے ہیں؟ کیا ایٹم بم بناتے وقت ان کے کانوں میں لاکھوں کراہیں، ان کی آنکھوں کے سامنے کروڑوں تڑپتی ہوئی لاشیں نہیں آئی تھیں؟ کیا انہوں نے چشم تصور سے جھلسی اور جلی ہوئی دنیا کا مشاہدہ نہیں کیا تھا؟ جواب صرف یہ ہے کہ یہ ان کے نظام تعلیم کا قصور تھا جس میں انسانیت سے محبت اور اس کے احترام کا کوئی عنصر باقی ہی نہ رہنے دیا گیا تھا۔ اگر سائنس کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کو مذہب کی تعلیم بھی دی گئی ہوتی، ان کی اخلاقی اور انسانی قدروں کو جلا بخشی گئی ہوتی تو مادی ترقی کے جملہ وسائل کو تخریب کے لیے نہیں بلکہ صرف تعمیر کے لیے استعمال کیا گیا ہوتا۔

انسانیت کو موت کے دروازے پر پہنچانے کے بعد بھی اگر مغربی درس گاہوں نے اخلاقی تعلیمات کی ضرورت کو محسوس نہیں کیا تو پھر اس دنیا کو مکمل تباہی سے بچانا ناممکن ہو جائے گا۔ آج اگر آپ صرف برطانیہ کا جائزہ لیں تو یہ پتا چلے گا کہ یہ نو عمر بچے پوری حکومت کے لیے درد سر بنے ہوئے ہیں۔ یہ تفریحا پورے ملک کی خوب صورت عمارتوں کو توڑتے پھوڑتے نظر آرہے ہیں۔ آسودگی کے باوجود چوریاں کرتے ہیں۔ ذرا بڑے ہوئے تو قتل اور ڈاکے کی راہ پر لگ جاتے ہیں۔ ہیروئن اور دیگر منشیات کو استعمال کر کے خود کو تباہ کر لیتے ہیں۔ ماں

باپ کا احترام نہیں کرتے، اساتذہ کا احترام بھی دلوں سے نکل گیا ہے، بلکہ ان کی توہین اور ایذا رسانی میں ایک خاص قسم کی لذت محسوس کرتے ہیں۔ اسکول میں اپنے ساتھیوں کی جیب چراتے ہیں اور بڑے ہو کر بے سہارا بوڑھے اور کم زور انسان جو موت کے انتظار میں پڑے سسک رہے ہوتے ہیں، ان کو قتل کر کے ان کی جیب کے چند پونڈ بھی لے بھاگتے ہیں۔ مسجدوں اور چرچوں کے شیشے توڑتے ہیں۔ قانون شکنی کرتے ہیں، اور پولیس سے ہاتھا پائی کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ بوڑھے والدین کو خیراتی اداروں میں بھیج کر شراب اور زنا کی غلاظت میں ڈوب جاتے ہیں۔ امریکہ وغیرہ کا تو یہاں سے بھی برا حال ہے، جہاں تمام برائیاں کرنے کے بعد مایوسی کا شکار ہو کر ہر اٹھارہ منٹ کے بعد کم از کم ایک نوجوان خودکشی کر لیتا ہے۔

موجودہ معاشرے کو ان تمام برائیوں سے بچانے کے لیے ضروری ہے کہ مذہب کی تعلیم لازمی قرار دی جائے اور مذہب کی تعلیم ان ملحدوں کے ذریعے نہ دلائی جائے جو خود بھی مذہب پر یقین نہیں رکھتے، بلکہ انہوں نے مذہبی تعلیم کو بطور پیشہ اختیار کر رکھا ہے۔ بلکہ مذہب پر یقین رکھنے والے اور اس پر عمل کرنے والوں کو مذہبی امور کا ذمے دار قرار دیا جائے۔ آج کے اسکولوں میں مذہب کی تعلیم کو بطور رسم کہیں کہیں باقی رکھا گیا ہے مگر اس کے معلم وہ لوگ

ہیں جو مذہب کی اخلاقی اور روحانی تعلیمات پڑھنے کے بجائے ان کو مذہب سے بے زار کرنے کے لیے ایسے مضامین پڑھاتے ہیں جو ان کو شکوک و شبہات کی دل دل میں پھنسادے۔

انسانیت کی تھوڑی بہت اصلاح دوسرے مذاہب کی اخلاقی تعلیمات کو پڑھانے سے ہو سکتی ہے، مگر اس کی مکمل اصلاح صرف مذہب اسلام کو نصاب تعلیم کا لازمہ بنانے سے ہو سکے گی، اس لیے کہ اسلام زندگی کے تمام معاشرتی، تمدنی، اخلاقی، سماجی، سیاسی، معاشی اور ثقافتی مسائل سے بحث کرتا ہے اور رہنما خطوط متعین کرتا ہے۔

مذہب اسلام ہی اساتذہ اور طلبہ کے ان بنیادی سوالوں کا تشفی بخش جواب فراہم کرتا ہے۔ ہم کون ہیں؟ ہم کیا ہیں؟ ہم کیوں ہیں؟ ہماری زندگی کا مقصد کیا ہے؟ دوسرے انسانوں سے متعلق ہماری ذمے داریاں کیا ہیں؟ ہم اپنی زندگی کو کن خطوط پر چلا کر عظیم اور حقیقی مسرت حاصل کر سکتے ہیں؟ ہم کس طرح سے اپنے لیے، خاندان کے لیے اور پڑوسیوں کے لیے کامیابی حاصل کر سکتے ہیں؟ ہم اقوام عالم کے درمیان کس طرح امن قائم کر سکتے ہیں؟۔

جنہیں حقیر سمجھ کر بجھا دیا تم نے

وہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہو گی

[ماخوذ از: مقالات خطیب اعظم، صفحہ ۶۹-۷۲]

May 3, 2021

قرآن میں کوئی تبدیلی نہیں

: محمد عرفان رضا قادری

آیئے پڑھتے ہیں قرآن مجید کی حقانیت کو اور سمجھتے ہیں کیا ہے قرآن کی حقیقت:

قرآن مجید آسمانی کتابوں میں سے ایک عظیم الشان کتاب ہے قرآن مجید تمام انسانیت کے لیے ہدایت کا ذریعہ بن کر نازل ہوا ہے یہ ہر زاویے سے کامل، مکمل بلکہ اکمل کتاب ہے۔ شک و ریب سے بالاتر ہے، تحریف و تبدیلی سے منزہ اور پاک ہے۔ کفار و مشرکین کی سازشوں کی بھینٹ نہیں چڑھ سکتی۔ اس کو مٹانے والے خود مٹ جاتے ہیں مگر قرآن کا ایک حرف بھی نہیں مٹا پاتے ہیں اس لئے کہ قرآن مجید کی حفاظت و صیانت کی ذمہ داری خود رب قدیر لم یزل نے لے رکھی ہے، فرمان الہی ہے:

انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون

ترجمہ: کہ ہم نے ذکر یعنی قرآن مجید نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔

(سورہ حجر آیت نمبر 9)

قرآن مجید کے بے ادب، گستاخ اور اس کی توہین کرنے والے ہمیشہ خدا کے قہر کی لپیٹ میں رہتے ہیں۔ اسی طرح قرآن مجید اپنے الفاظ و معانی، ہر دو اعتبار سے آج تک محفوظ ہے اور

قیامت تک محفوظ رہے گا،اس میں نہ تو کبھی تحریف و تبدیلی ہوئی اور نہ ہو گی،اور نہ ہی کوئی شک وشبہ کی گنجائش موجود ہے، گویا قرآن مجید ہر اعتبار سے کتاب بر حق و کتاب مبین ہے، جو دنیاوالوں کے سامنے ایک بہترین کلام الٰہی کی حیثیت رکھتا ہے، سب سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ قرآن مجید ایسی کتاب ہے جو منکرین کو اپنے ناپاک منصوبوں میں عاجز کر دیتی ہے۔ کفارِ مکہ نے کہا کہ یہ اللہ کی طرف سے نہیں بلکہ آپ ﷺ نے خود بنائی ہے پھر اللہ نے خود ہی قرآن کا دفاع کرتے ہوئے ان کفارِ مکہ کو بتدریج چیلنج دیا تو تم بھی اس کی مثال پیش کرو تاریخ شاہد ہے کہ خدائی چیلنج کو صدیاں بیت گئیں آج تک کوئی بھی اس جیسا کلام نہیں لا سکا اور قیامت کی صبح تک قرآن کریم جیسا کلام کوئی نہیں لا سکتا۔ اللہ کریم نے سورۃ یونس آیت نمبر 38 میں چیلنج کیا ہے:

اَمۡ يَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰىهُ‌ قُلۡ فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَةٍ مِّثۡلِهٖ وَادۡعُوۡا مَنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ

ترجمہ کنزالایمان: کیا یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اسے بنالیا ہے تم فرماؤ تو اس جیسی کوئی ایک سورت لے آؤ اور اللہ کو چھوڑ کر جو مل سکیں سب کو بلا لاؤ اگر تم سچے ہو۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے سورۃ ھود آیت نمبر 13 میں اللہ نے اعلان فرمایا:

May 3, 2021

اَمۡ يَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰٮهُ‌ؕ قُلۡ فَاۡتُوۡا بِعَشۡرِ سُوَرٍ مِّثۡلِهٖ مُفۡتَرَيٰتٍ وَّادۡعُوۡا مَنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ

ترجمہ کنزالایمان: کیا یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اسے جی سے بنالیا تم فرماؤ کہ تم ایسی بنائی ہوئی دس سورتیں لے آؤ اور اللہ کے سوا جو مل سکیں سب کو بلالو اگر سچے ہو۔

جب وہ اس سے بھی عاجز آ گئے تو اللہ نے سورہ بقرہ آیت نمبر 23 میں اعلان کر دیا۔

فأتوا بسورة من مثله وادعوا شهداء كم من دون الله إن كنتم صادقين

ترجمہ: اگر اس قرآن کے بارے میں ذرا سا بھی شک ہو جو ہم نے اپنے بندے پر اتارا ہے تو اس جیسی ایک سورۃ بنالاؤ۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے پوری کائنات کے انسانیت کو چلینج کیا ہے کہ تم اگر یہ گمان کرتے ہو کہ قرآن مجید کے الفاظ و جمل، مفاہیم و معانی، تراکیب و مضامین، اصول و ضوابط، اور قواعد و عقائد میں کوئی گڑ بڑی ہے یا یہ کتاب کلام اللہ نہیں ہے تو اس جیسی ایک ہی سورہ پیش کر کے دکھادو اور ساتھ میں یہ بھی بتلایا کہ تم اکیلے مت آو بلکہ اپنے اقاربوں کو بھی بلالو اور مل کر قرآن مجید جیسے ایک کلام پیش کر دو لیکن یہ منکر قرآن تھک ہار کر یہ کہنے پر مجبور ہو گئے

وانه لتنزيل رب العالمين نزل به الروح الأمين علي قلبك لتكون من المنذرين بلسان عربي مبين

(سورہ شعراء آیت 11)

ترجمہ: اور یہ قرآن رب العالمین کا بھیجا ہوا ہے، اس کو امانت دار فریشتہ لے کر آیا ہے، آپ کے قلب پر صاف عربی زبان میں تاکہ آپ ڈرانے والوں میں سے ہو۔

اب آیئے ہم تھوڑا جائزہ لیں معاشرے میں اس کے بارے میں کیا رویہ ہے؟

آج ملک ہندوستان میں مخالف قرآن اور دین اسلام کا سب سے بڑا دشمن خائن قرآن بداخلاق و کردار، نالائق ونادان، ونااہل خبیث ناہنجار، بدنصیب وسیم رضوی جس نے قرآن مجید سے 26 آیتوں کو حذف کرنے کا سپریم کورٹ کو دائر درخواست میں یہ اپیل کیا تھا کہ نعوذ باللہ قرآن مجید کی 26 آیتیں دہشت گردی کی تعلیمات پر مبنی ہیں، اور اس نے یہ بھی ذکر کیا تھا کہ خلفائے راشدین نے نعوذ باللہ قرآن مجید میں خرد برد کئے ہیں اور اپنے اندازے اور اسلام کو طاقت وقوت کے ذریعے پھیلانے کے لئے یہ آیتیں داخل قرآن کی ہیں، یہ اس نے صحابہ کرام پر الزام عائد کیا، اور ان آیات کریمہ کو سپریم کورٹ سے ختم کرنے کی اپیل کی ہے، اور کچھ لوگ تو اس مبارک کتاب کو گنڈوں کی کتاب کہہ رہیں شاید ان نالائقوں کو پتا نہیں تھا کہ یہ کلام الہی ہے اس کا ہر ایک جملہ برحق وصادق ہے اور یہ بھی یاد نہیں کہ ان کے جیسے ہزاروں

آ ئے قرآن مجید کو مٹانے والے لیکن قرآن مجید تو کیا اس کے ایک نقطے کو بھی حذف نہیں کر سکے کیونکہ قرآن مجید ازل تا ابد تک باقی رہنے والی منفرد کتاب ہے،اور اس کو معلوم ہی نہیں یہ کلام انسانی نہیں ہے اور اسی طرح کوئی نئے معجزے نہیں ہیں کہ تبدیل ہو جائے،اور اس پر اعتراضات کرنے والے ابو لہب، عتبہ ،شیبہ ،اور ابو جہل یہ تمام کے تمام دنیا سے مٹ گئے ،لیکن قرآن مجید کے الفاظ و جمل اور تراکیب کو تبدیل نہیں کر سکے خود رب قدیر نے فرمایا

لا تبدیل لخلق" اللہ اللہ تعالی کے قوانین کبھی تبدیل نہیں ہو سکتے۔

آیئے اب ہم آپ کو قرآن مجید کی حقانیت و خصوصیت بتاتے ہیں

قرآن کی حقانیت کا ثبوت اس سے بھی پتا چلتا ہے کہ قرآن خود حقانیت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ یہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حق ہے تو اس سے متعلق ہر شیئ بھی حق ہے لھذا قرآن حق ہے اور اسکی حقانیت ظاہر ہو گئی۔

قرآن کی حقانیت کا ثبوت اس سے بھی پتا لگایا جا سکتا ہے کہ تقریباً ساڑھے چودہ سو برس گزر گئے مگر قرآن کریم جیسے نازل ہوا تھا آج بھی قرآن پاک ویسے کا ویسا ہی ہے کوئی بھی تحریف و ترمیم نہیں کر سکا۔

قرآن کی حقانیت کا ثبوت اس سے بھی ملتا ہے کہ تقریباً ساڑھے چودہ سو برس گزر گئے کہ کوہِ صفا کی چٹان پر کھڑے ہو کر نبی نے دنیا والوں سے یہ غیر متزلزل چیلنج کیا کہ وہ اس کا جواب پیش کریں مگر صدیاں بیت گئیں اس کا جواب نہیں ملا۔

قرآن مجید کی خصوصیت یہ ہے کہ قرآن کا قطعی اور غیر مشتبہ علم ہے، قرآن کی سب سے بڑی اور معجزانہ اور فوق البشر خصوصیت اس کا علم قطعی اور یقینی ہونا ہے فرمان الہی ہے۔

ذالك الكتاب لا ريب فيه

(البقرۃ: ایت ۱)

یہ کتاب الہی ہے جس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔

قرآن مجید کی ایک اور خصوصیت کو سنئے رب نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں باطل کا کوئی شائبہ نہیں ہو گا

وانه لا يأتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه تنزيل من حكيم حميد

(حم سجدۃ: 5)

یہ بڑی باوقعت کتاب ہے جس میں غیر واقعی بات نہ اس کے آگے کی طرف سے آسکتی ہے اور نہ اس کے پیچھے کی طرف سے خدائے حکیم محمود سے نازل کی گئی ہے۔

قرآن مجید کی ایک اور بڑی خصوصیت یہ بھی ہے کہ قرآن مجید نے حق و باطل کے درمیان فرق کرنے اور ہدایت و گمراہی، ایمان و کفر، اسلام و غیر اسلام عالم و جاہل میں اور خدا کی رضا و عدم رضا یقین و ظن اور حلال و حرام میں قیامت تک کے لئے ایک اصول پیدا کر دیا، جو دوسرے مذاہب کی کتابوں میں واضح نہیں کیا گیا ہے، فرمان الہی ہے:

تبارك الذي نزل الفرقان علي عبده ليكون للعالمين نذيرا

(الفرقان: 1)

بڑی عالیشان ذات والا ہے جس نے یہ فیصلہ کی کتاب اپنے بندہ خاص پر نازل فرمایا تاکہ وہ تمام دنیا جہان والوں کے لئے ڈرانے والا ہو۔

آیئے اب ہم حدیث کی روشنی میں قرآن کی حقیقت کو سنتے ہیں

صحیح مسلم میں ہے:

خلاصۂ حدیث ہے کہ انیس قبیلہ غِفار کے شاعر تھے انہوں نے جب آپ ﷺ کا چرچا سنا تو چھپ کر مکہ آئے اور آپ ﷺ کی زبانِ مبارک سے کلامِ ربانی کی کچھ آیتیں سن کر واپس چلے گئے۔ان کے بھائی نے پوچھا تم نے کیسا پایا؟ انہوں نے جواب دیا کہ قریش کہتے ہیں کہ وہ شاعر ہیں، کاہن ہیں۔ میں نے کاہنوں کا کلام بھی سنا ہے وہ کلام جو محمد ﷺ سے سنا ایسا نہیں

جو کاہنوں کا ہے یہ کاہنوں کی بولی نہیں ہے اور شاعروں کی بولی بھی نہیں ہے ہم نے ایک ایک وزن کو دیکھ لیا مگر وہ کلام الٰہی ہی ہے۔

مسند ابی یعلیٰ اور سیرت ابن اسحاق میں حدیث کا خلاصہ منقول ہے:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ابو جہل اور قریش کے دیگر سردار جمع ہو کر مشورہ کرنے لگے کہ محمد ﷺ جو کلام سناتے ہیں اس کی حقیقت کو جاننے کیلئے کسی ایسے آدمی کی تلاش کریں جو شعر جانتا ہو۔ قریش کے سردار عتبہ بن ربیعہ نے کہا میں جادو کہانت سب کچھ جانتا ہوں۔ اگر آپ کہیں تو میں خود جا کر دیکھوں۔ چنانچہ آستانہ نبوی ﷺ میں آکر صلح کی کچھ شرائط پیش کیں آپ ﷺ نے اس کے جواب میں سورہ فصلت پڑھنی شروع کی کچھ ہی آیتیں پڑھی تھیں کہ اس نے آپ ﷺ کے لب مبارک پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا کہ قرابت کا واسطہ بس کیجئے۔ اور واپس آئے اور تین دن تک گھر سے باہر نہ آئے۔ ابو جہل نے جا کر کہا کہ اے عتبہ! محمد ﷺ کے یہاں کھانا کھا کر پھسل گئے ہو۔ عتبہ نے کہا تم جانتے ہو کہ میں سب سے زیادہ دولت مند ہوں مجھ کو دولت کی طمع دامن گیر نہیں ہو سکتی لیکن محمد ﷺ نے میرے جواب میں ایسا کلام پیش کیا وہاں نہ شعر تھا، نہ کہانت تھی، نہ جادو تھا میں نے ایسا کلام کبھی نہیں سنا انہوں نے جو کلام پڑھا اس میں عذاب الٰہی کا ذکر تھا ڈر کی وجہ سے قرابت کا واسطہ دے کر روک دیا اور واپس آ گیا۔

ہے قول محمد قول خدا فرمان نہ بدلہ جائیگا

بدلے گا زمانہ لاکھ مگر قرآن نہ بدلہ جائیگا

نوٹ: اب آخر میں یہ بات کہنے پر مجبور ہوں کہ قرآن مجید ایک ایسی واحد کتاب ہے جو پاک ومنزہ اور منزل من اللہ ہے اس کتاب کی عظمت وحقانیت پر چند صفحات بھی لکھنے پر قادر نہیں ہوں اور بس اتنا کہوں گا کہ اوراق وسیاہی ختم ہو جائیں گے مگر قرآن کریم کی حقانیت و خصوصیت وعظمت وفضیلت بیان کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے اور اگر کچھ لکھ بھی دوں تو بھی اس کا حق ادا کرنے سے لاغر وناتواں انسان کی مبسوط تحریریں عاجز ودرماندہ رہ جائیں گی۔



May 3, 2021

دور حاضر میں اہل سنت کو درپیش چیلنجز

:فردین احمد خاں فردین رضوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تبارک و تعالی کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ بلندی کے اس مقام سے بھی زیادہ بلند تر ہے جہاں تک کبھی انسان کی فکر پرواز کرنے کے خواب بھی نہیں دیکھ سکتی۔ بلکہ یوں کہیں تو غلط نہ ہو گا کہ انسان کی فکر ناپائےدار کو حکمت خداوندی کے ذرّے سے بھی ادنی نسبت نہیں۔ اللہ تبارک و تعالی ہی ہمارا خالق ہے اور وہی ہمارا مالک، اور یہ اسی کا احسان عظیم تو ہے کہ اس نے ہمیں اپنے پیارے محبوب، دانائے سبل، ختم الرسل، مولائے کل، جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی پاک امت، اس عظیم ملت میں پیدا فرمایا۔ اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ یہ ملت اسلامیہ بھی کوئی معمولی قوم نہیں ہے، برسوں لوگوں نے اس کے وجود کو نیست و نابود کرنے کی کوششیں کی ہیں، اسے صفحۂ ہستی سے مٹانے کی انتھک سازشیں کی ہیں اور پھر بھی وہ لوگ ہاتھ ملتے دنیا سے رخصت ہو گیے اور یہ ملت آج بھی اسی شان و شوکت کے ساتھ باقی ہے۔ مگر کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ ایسا اس لیے ہوا کہ سازشیں ہوتی رہیں اور ملت کے نوجوان، دانشوران امت، علما و مشائخ سب چین کی نیند سوتے رہے، اور اپنے آپ ہی ساری سازشیں خاک میں مل گئیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ان سازشوں کو ناکام بنانے میں ان تمام ہستیوں نے خون پسینہ ایک کرکے، راتوں کی نیند کو خیر باد کہہ کر، اپنا تن من دھن سب کچھ داؤں پر لگا کر، اور بے شمار قربانیاں دے کر اس ملت کو ذلت و رسوائی کے اندھیروں سے بچایا ہے۔ اور یہ انہی

لوگوں کی کاوشوں کا ثمرہ ہے جس کی توفیق بلاشبہ انہیں ان کے خالق و مالک عزوجل نے دی تھی، جس کی وجہ سے آج بھی یہ پودا رہا بھرا اور لہلہاتا نظر آرہا ہے۔

اس مختصر تمہید کا مقصد جزوی طور پر یہ تو ہے کہ آپ کو اسلاف کے کارنامے یاد دلاؤں، مگر اس کے سوا اس کا مقصد یہ بھی ہے کہ آپ کو یہ یاد دلاؤں کہ زندہ قوموں کو ہر روز نئے مسائل، نئی مشکلات اور نئے چیلنجز درپیش ہوتے ہیں۔ اگر وہ قوم زندہ ہے تو اسے یقیناً ہر روز ایک نئی جنگ کے لیے تیاری کرنا ہوتی ہے، ایک جدید محاذ پر لڑائی کے لیے اپنے ساز و سامان درست کرنے ہوتے ہیں، اور یہ مسلسل جد و جہد ہی اس قوم کی زندگی کی علامت ہوا کرتی ہے۔ جس طرح پہلے اس ملت پر کفر و الحاد کے کالے خوفناک بادل آئے اور اپنا پورا زور اس بات پر دیا کہ اپنے اندر کے طوفان سے اس بستی کو تباہ و برباد کر دیں، ٹھیک اسی طرح آج بھی کچھ ایسے نادان، دشمن وجدان موجود ہیں جو اسی طرح کے عزائم دل میں لئے بس اسی بات کے انتظار میں ہیں کہ کہیں انہیں ایک موقع ملے اور وہ امت رسول ہاشمی فداہ امی وابی، صلی اللہ علیہ وسلم پر شب خون ماریں۔ اب یہ ذمہ داری ہماری ہے کہ ہم ہر طریقے سے اس ملت کی حفاظت کی کوشش کریں جس کے دفاع کے لیے ہمارے بزرگوں نے سر دھڑ کی بازی لگائی تھی۔

میں کوئی مفکر یا دانش ور تو نہیں کہ آپ کو تفصیل اور دقت فکر و نظر کے ساتھ ایک فاضلانہ لہجے میں آنے والے خطرات سے آگاہ کروں، یا کسی خوب صورت نغمہ گو کی طرح بات کو ساز میں ڈھال کر آپ کے دلوں پر نقش کر دوں۔ میں تو فقط ایک تماشائی ہوں، جو دنیا میں

برپا اس تماشے کو ایک کونے میں کھڑا دیکھ رہا ہے، اور آپ اپنے آپ سے باتیں کیے جارہا ہے، کوئی راہ گیر اسے دیکھتا ہے تو پاگل کہہ دیتا ہے اور کوئی ہے کہ دیوانے کے لقب سے نواز دیتا ہے ۔اب آیئے ذرا کان میرے قریب کیجے تو کچھ کام کی باتیں گوش گزار کروں۔

اہل سنت و جماعت، دنیا میں مسلمانوں کی سب سے بڑی جماعت، امّت کی نمائندگی کا سہرا جس مبارک سواد کے سر پر ہے، عقیدہ و اعتقاد میں سب سے پاکیزہ مؤقف کا مالک گروہ، جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے دور سے سب سے زیادہ فکری قرب بھی حاصل ہے اور عملی ہم آہنگی بھی۔ یہ یقیناً ان پاک ہستیوں کی جماعت ہے جس نے ہر دور میں الحاد و بے دینی کا ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے اور طاغوتی طاقتوں کو ہر محاذ پر شکست فاش دی ہے۔ مگر اب اگر آپ دل لگتی بات پوچھیں، تو حقیقت کچھ یوں ہے کہ آج ہمارا حال بہت خستہ ہو چکا ہے۔ اس قدر کہ ہم مختلف وجوہات کی بنا پر گروہوں میں بٹ چکے ہیں، کہیں نسب کی وجہ سے، کہیں خانقاہی اختلاف، کہیں محض طبیعت کی موافقت نہ ہونا اور کہیں اپنا ذاتی مفاد بھی کار فرما ہوتا ہے۔ بات کو زیادہ طول نہ دیتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ ترتیب وار وہ چیلنجز آپ کی خدمت میں پیش کردوں جن سے نپٹنا ہمارے لیے اس دور میں لازمی ہے۔ وباللہ التوفیق

۱)۔ متحدہ کوششوں کا فقدان (Lack of Team Work)

ٹیم ورک ایک ایسا طریقہ ہے جو کسی معمولی سے کام کو بھی غیر معمولی کامیابی کا تاج پہنا سکتا ہے۔ اب جاننے کی ضرورت کہ آخر ٹیم ورک ہے کیا؟ اور اس سے بھی قبل یہ کہ آخر ٹیم کیا ہے؟ تو اجتماعی تعلقات کے ماہرین کہتے ہیں کہ :

May 3, 2021

We define teams as identifiable social work units consisting of two or more people with several unique characteristics...

یعنی ٹیم دو یا مزید افراد کے اس گروہ یا جماعت کا نام ہے جو اپنے ذاتی تشخص سے پہچانی جاے اور جس میں کچھ مخصوص اوصاف پاے جائیں۔ ان اوصاف میں کئی باتوں کا ذکر ہے مگر سر دست یہ کہ:

...These characteristics include a) shared values and goals b) clearly assigned roles and responsibilities c) dynamic social interaction with meaningful interdependencies...

اور ان اوصاف میں سے ہے: ب)۔ مشترکہ مقاصد۔ ج)۔ (ہر فرد کی) صاف اور واضح ذمہ داریاں۔ ح) مسلسل رابطہ مع معقول باہمی مفاد۔

یہ تو رہی ٹیم اب آتے ہیں ٹیم ورک پر۔ تو اس کی بابت ماہرین فرماتے ہیں:

...Teamwork is a process that describes interactions among team members who combine collective resources to resolve task demands.

[BMJ Open]

ٹیم ورک اس عمل کا نام ہے جو ٹیم کے ممبران کے مابین کسی طرح کے تبادلے کو بیان کرتا ہے۔ یہ ممبران اپنی اجتماعی قوت کو یک جا کر کے ایک مشترک ہدف حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ [۱]

ہمارے لیے یہ از حد ضروری ہے کہ ہم ان مفاہیم کو سمجھیں اور اس پر عمل کی کوشش کریں۔ اور اکثر دیکھا یہ گیا ہے کہ ہماری جماعت کے اندر جو جماعتیں ہیں، تحریکیں ہیں وہ تو کسی طرح اس پر عمل کرنے کی کوشاں ہیں، مگر زیادہ تعداد ہمارے بیچ آزاد کام کرنے والوں کی ہے جنہیں ہم فری لانسر(Freelancer) کہتے ہیں۔ ہر فری لانسر خود میں اپنے آپ کو کامل و اکمل سمجھتا ہے اور کسی سے تعاون عمل کی ضرورت یا توقع نہ کرتا ہے نہ رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم سب تو خود کو ون مین آرمی(One Man Army) گردانتے ہیں، اشتراک عمل کا خیال بھی ہمارے ذہن کے دروازے پر کیوں دستک دینے لگا۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ ہم مشترک عمل کی طاقت کو پہچانیں اور اپنی اجتماعی قوت کو بڑھانے میں اپنی صلاحیتوں کو صرف کریں۔

۲)۔عالمی پیمانے پر سنی قیادت (Sunni Representation at a Global Level)

یہ بھی ایک بہت ہی اہم مسئلہ ہے جس پر اکثر قائدین کی نگاہ نہیں۔ عالمی پیمانے پر اگر دیکھا جائے تو سنیوں کی ایک متحدہ اور مسلمہ قیادت ہونی چاہیے جس کو دنیا کا ہر ملک تسلیم کرے۔ دراصل ہمارے پیشواؤں نے اس میدان کو ایسا خالی چھوڑا کہ آج کل عالمی سطح پر جنہیں بھی سنیت کا پیشوا مانا جا رہا ہے وہ یا تو صلح کلی ہیں یا پرلے درجے کے مطلب پرست اور حب جاہ کے پتلے۔ اب دنیا تو انہی کو اصل سمجھ رہی ہے اور جیسا وہ چاہتے ہیں کسی بھی بات کو سنی خیالات بتا

کر مشتہر کر دیتے ہیں اور دنیا اسی کو سنیت کا حصہ تسلیم کر لیتی ہے۔ جان کی امان ملے تو عرض کروں کہ اس طرح جو تیزی سے لوگ گمراہ ہو رہے ہیں اس کا وبال کس کے سر ہے؟

ضرورت اس بات کی ہے کہ عالمی اداروں سے روابط درست کیے جائیں اور سنیت کی صحیح ترجمانی کا حق ادا کیا جاے۔ ورنہ لوگ آگے چل کر یہ بھی بھول جائیں گے کہ اصل میں سنیت کا صحیح خد و خال ہے کیا اور ان گمراہوں کی پھیلائی ہوئی خرافات کو بھی سنی عقیدہ کا جزو تسلیم کر لیں گے۔

ایک شدید پروپگینڈہ(Propaganda)

ہم لوگ تو چادر تان کر چین کی نیند سویے ہوے ہیں، ہمیں تو ہوش ہی نہیں ہے کہ کس طرح ایک منظم سازش کے تحت ہمیں مین اسٹریم اسلام(Mainstream Islam)سے الگ کر کے دنیا کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے اور ہمارے عقائد و نظریات کو ایک فرقہ محض کے اوہام و خیالات بتاے جا رہے ہیں۔ ہم جو کہ شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ کے فکری وارث ہیں، امام جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ کے پیرو کار ہیں، امام نبھانی رضی اللہ عنہ کے مسلک سے موافقت رکھتے ہیں، خود ہم سے اہل سنت و جماعت کی باگ ڈور چھینی جا رہی ہے اور ہم ہیں کہ غفلت کی نیند سوئے ہوے ہیں۔

ع جہاں تک داد دی جاے وہ کم ہے اس تغافل کی [ب]

یہی حال رہا تو وہ دن بھی دور نہیں ہے کہ جب لوگ ہمارے اہل سنت ہونے کے دعوے پر انگشت نمائی کریں گے اور ہم محض ایک کلٹ(Cult)بن کر رہ جائیں گے دنیا کی نظر میں۔

سیدی سرکار اعلی حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ نے ہمارے عقائد و معمولات کو استدلال کی زبان بخشی ہے ہمارے بزرگوں کے طریقوں کو قرآن و حدیث سے ثابت کیا ہے، اور ان کا مسلک ہمیشہ یہ تھا کہ دنیا کے سامنے اہل سنت کے سچے مذہب کی تبلیغ کی جاے۔ نہ جانے اس دوران وہ کون سا وقت آیا کہ ہم نے یہی کرنا بند کر دیا اور بس اپنے اپنے لیے ذریعۂ معاش کی طلب میں منہمک ہو گیے۔ اللہ تبارک و تعالی ہمیں احساس سود و زیاں عطا فرماے۔

۳)۔ علما پر سے اٹھتا اعتماد (Credibility of Scholars)

شاید ہمارے وقت کا سب سے بڑا المیہ یہ بن چکا ہے کہ آج کا آدمی، یوٹیوب پر آنے والے زید و عمرو کو تو سننے کے لیے تیار ہے۔ اس کے ہر بتائے مسئلے پر لبیک کہنے کو تیار ہے، مگر اپنی ہی مسجد و مدرسہ کے ایک قابل اور باصلاحیت عالم کی سننے کو تیار نہیں ہے۔ علما پر سے اس قدر اعتماد کا فقدان شاید پہلے کبھی نہ دیکھا گیا ہو گا۔ لوگ اس درجہ بے زار ہو چکے ہیں کہ بس **الامان و الحفیظ!** اور اس میں بھی مکمل خطا ان لوگوں کی نہیں ہے، باقاعدہ ایک تحریک چلا کر اور اس سازش کو منظم کر کے اس پر عمل کیا گیا کہ کسی طرح لوگوں کی نگاہ میں علما اور ان کے فتوے کی قدر کو ختم کیا جائے، باضابطہ پیسے دے کر عالم نما، لمبی ریشوں والے حضرات خریدے گیے اور ان سے ایسے فتوے بھی لکھوائے گیے کہ جس سے عوام کا اعتماد اپنے علما سے اٹھ جائے۔ جیسے ہی معتبر عالم نے کسی جدید مسئلہ پر فتوی صادر فرمایا، فوراً ان فروخت شدہ حضرات کی خدمت لی گئی اور کسی بھی طرح بس اس عالم کے صادر شدہ حکم کے خلاف تحریر لکھوائی گئی اور مشتہر

کردی گئی۔اب عوام اس شش و پنج میں کہ مفتی ان کے نام کے آگے بھی لکھا ہے اور علامہ ان صاحب کے نام کو بھی زینت دے رہا ہے آخر مانوں تو مانوں کس کی۔ایسے میں آپ نے ایک بہت خطرناک جملہ سنا ہوگا لوگوں کی زبانی، "ارے،ان کا کام ہی ایسے فتوے دینا ہے بس !"۔ اس منظم سازش کا منظم جواب دینا بھی بہت ضروری ہے اور دوبارہ سے علما کا اعتماد عوام میں قائم کرنا بھی لازمی ہے۔خاص طور سے ان فروخت شدہ زر پرست مولویوں کی نشان دہی کی جاے اور پھر ہر نئے مسئلہ میں بہت احتیاط کے ساتھ ہر سازش کو بھانپ کر اس کا تدارک کیا جائے تا کہ عوام میں بھی کسی طرح کا خلفشار نہ ہو۔

۴)۔اسناد یا شہرت(Credibility v/s Popularity)

ماہرین ذرائع ابلاغ اور فلاسفہ نے اس پر بہت طور طویل کلام کیا ہے کہ کیا شہرت ہی معتبر ہونے کی سند ہے؟ میں اس خداداد مقبولیت کی بات نہیں کر رہا جو اولیا کا خاصہ ہوتی ہے بلکہ میں تو اس شہرت کی بات کر رہا ہوں جو آج کل شوسل میڈیا کے ذریعے یتیم العلم لوگوں کو بھی مل گئی ہے،اور دنیا انہیں اسلامک اسکالر، مجدد، مفکر، بینگن کی سبزی اور پتا نہیں کیا کیا بلانے لگی ہے۔اچھا پھر میں اس بات کا بھی دعوی کر سکتا ہوں کہ سلف سے خلف تک کبھی ہمارے علما اور دانشوران نے ایسے سستی شہرت کو معیار نہیں بنایا،اپنے زمانے میں بہت سے گمراہوں کے پیچھے بھی ایک لمبی بھیڑ تھی،بلکہ وقت کے خلیفہ کہے جانے والے بھی ان کی جھولی میں آکر بیٹھ گیے، مگر اس وقت میں بھی اگرچہ حق ایک ہی آدمی کہہ رہا تھا مگر حق وہی تھا۔معتزلہ اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالی عنہ کی مثال ہم سب جانتے ہیں۔اسی مسئلہ پر ماہرین ابلاغ نے کافی

دقت کے ساتھ تحقیق کی ہے اور کافی حیرت انگیز نتائج بھی برآمد کیے ہیں جس کا لب لباب یہی ہے ہمیں کسی کی بھی شہرت کو اس کے حق پر ہونے کا معیار ہر گز نہیں ماننا چاہیے[۲]، خاص طور پر جب ہمیں پتا ہے کہ ہمارا طریقہ ہمارا مسلک قرآن، حدیث، اجماع، اقوال ائمہ کو ہمارے لیے مشعل راہ بتاتا ہے۔ اس تفصیل پر یہ کہنا بھی بے جا نہ ہوگا کہ اگر آپ کسی کو کچھ کہتا پائیں تو پہلے اس کی بات کو اپنے مسلک پر پیش کریں، نہ یہ کہ پہلے اس کی شہرت دیکھ کر متاثر ہو جائیں اور پھر خود سے سوال کریں کہ ارے! اگر یہ اتنا ہی گمراہ ہوتا تو اس کے اتنے ماننے والے، چاہنے والے، اتنے فالوورس کیوں ہوتے؟ جان لو۔

دستار کے ہر پیچ کی تحقیق ہے لازم
ہر صاحب دستار معزز نہیں ہوتا[ج]

تتمہ

آخر کلام میں یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ یہ جتنے بھی مسائل پیش کیے گیے، یہ تو بس ایک جھلک ہیں، مکمل تصویر کشی کے لیے تو دفتر کے دفتر درکار ہیں۔ دنیا میں اس وقت اتنا کچھ چل رہا ہے کہ ہر مسئلے، ہر بات کو احاطۂ تحریر میں لانا بھی مشکل ہے، خاص کر کے جب میں نے اتنے وسیع موضوع کا انتخاب کیا جس کا تعلق ایک فرد سے نہیں بلکہ ایک پوری جماعت سے ہے۔ اگر جن باتوں کو ذکر کیا گیا، پہلے انہیں کا ہم تدارک کر لیں تب بھی اپنی جماعت کو بہت بڑے نقصان سے بچا سکتے ہیں۔

اخلاص عمل مانگ نیاکان کہن سے

May 3, 2021

'شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا'[د]

مصادر و مراجع

[۱]۔بی جے ایم۔ تحقیقی مقالہ۔ جان بی شمٹز، لاریز ایل، تنجا مینسر۔ راطبہ لنک:

https://www.ncbi.nlm.nih.gov/pmc/articles/PMC6747874/

[۲]۔مقالہ برائے تحقیق، جگی رچی، حوالہ:

Jaggi, Ruchi. (2009). Popularity vs. Credibility: An analysis of public perception of sensationalism in Indian television news. IMS Manthan. 4. 171-179.



اشعار

[ب]۔عامر صدیقی۔ غزل۔

[ج]۔نامعلوم شاعر۔

[د]۔محمد اقبال، ڈاکٹر، ارمغان حجاز، بڈھے بلوچ کی نصیحت بیٹے کو۔

May 3, 2021

تقلید ضروری کیوں؟

: محمد حسان رضا اعینی

غیر مقلدین یعنی تقلید کا انکار کرنے والے یہ دعوی کرتے ہیں کہ ہمارے لئے قرآن و حدیث کافی ہے ہم قرآن و حدیث کو خود سے سمجھ کر دین پر عمل کر سکتے ہیں تقلید شرک ہے بعض حرام کہتے ہیں اگر ان کی یہ بات مانی جائے تو سوال پیدا ہوتا ہے کے قرآن کے ساتھ حدیث بھی کیوں؟ صرف قرآن ہی کافی کیوں نہیں حالانکہ قرآن میں صاف طور سے اللہ تعالی نے فرمایا:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

(سورۃ النحل: ۸۳)

اور فرمایا:

مَّا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِن شَيْءٍ

(سورۃ الأنعام: ۳۸)

ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا۔

توجب قرآن مجید یہ بات واضح کر چکا کہ اس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے تو پھر حدیث کی ضرورت کیوں؟ پھر سارے مسائل کا حل قرآن سے ہی ہونا چاہیے تھا لیکن غیر مقلدین صرف قرآن پر اکتفا نہیں کرتے ایسا کیوں؟ یہ ایک اعتراض ہے غیر مقلدین پر۔

اھل قرآن اور عبداللہ چکڑالوی کے پیروکار نے غیر مقلدین سے اگر یہ سوال کر لیا تو غیر مقلدین کا کیا جواب ہو گا؟

صرف قرآن وحدیث کا نام لینے والے بھی خود قرآن وحدیث کے منکر ہیں وہ اس لئے کہ جب کسی اجتہادی مسائل کی بات آتی ہے تو یہ لوگ قرآن وحدیث کی طرف رخ نہیں کرتے بلکہ اپنے پیشواؤں ابن تیمیہ، قاضی شوکانی، ابن قیم جوزی، صدیق حسن خان بھوپالی، ناصر الدین البانی، ڈپٹی نظیر احمد دھلوی بغیرہم کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے نظر آتے ہیں اور ان کے اقوال کو بے چون وچرا قبول کرتے ہیں اور اس پر ترفہ تماشہ یہ کہ جب انکے پیشواؤں کی کتب کو کھنگالا جائے تو جابجا کسی مسئلہ کو بیان کرتے ہوئے ائمہ اربعہ کے اقوال کا سہارا لیا گیا ہے۔اور جب ہم کہتے ہیں کہ ائمہ مجتہدین حضرت امام اعظم، حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم نے بھی قرآن وحدیث سے مسائل کا استنباط کیا ہے اس لئے ہم

ان حضرات میں سے کسی ایک کی تقلید کرتے ہیں تو کہتے ہیں تقلید شرک ہے تقلید حرام ہے قرآن وحدیث کے ہوتے ہوئے قول امام کی کوئی حیثیت نہیں۔ یہ ہے غیر مقلدین کی حقیقت!

تقلید کیا ہے:

تقلید کا اصطلاحی اور شرعی معنی یہ ہے

أخذ قول الامام بلا مطالبة الدليل

دلیل کے مطالبے کے بغیر امام کے قول کو مان لینا اسے تقلید کہا جاتا ہے۔

یعنی سائل نے کسی مسئلہ کے بارے میں کسی مجتہد سے سوال کیا تو اس نے اس کا حکم بیان کر دیا حالانکہ اس حکم کے پیچھے دلیل بھی موجود تھی لیکن سائل نے دلیل کا مطالبہ نہیں کیا اور بغیر دلیل پوچھے بتائے گ ئے حکم پر عمل کر لیا تو یہ سائل کے لیے تقلید کہلائے گا۔

کیونکہ ایک عام مسلمان کو حکم کا پتہ ہونا چاہیے کہ فلاں کام میرے لئے حلال ہے یا حرام، اگر حلال ہے تو اسکو کرنے کا طریقہ کیا ہے بس۔ اسے دلیل کی کوئی ضرورت نہیں اس کا فہم و ادراک اتنا نہیں کہ وہ دلیل کو سمجھ سکے۔ اس لئے اسے تمام پریشانیوں سے بچاتے ہوئے ایک آسان راہ فراہم کر دی جاتی ہے۔

لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق بات کرنا چاہیے نا کہ اپنی عقل کے مطابق. علما کا کام عوام کو پیچیدگی میں ڈالنا نہیں ہوتا بلکہ ان کے ل ئے آسانیاں پیدا کرنا ہوتا ہے۔ اللہ تعالی ہم سے آسانی چاہتا ہے نہ کہ دشواری بلاوجہ کی مشکلات میں عوام کو ڈال دینا یہ اچھی بات نہیں۔

قرآن و حدیث میں سب کچھ ہونے کا مطلب:

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ قرآن و حدیث میں سب کچھ موجود ہے تو ہم کسی امام کی تقلید کیوں کریں؟

بے شک ہر شے کا کھلا بیان قرآن مجید میں موجود ہے لیکن ہر شخص میں یہ قدرت نہیں کہ قرآن مجید سے احکام کا استنباط کر سکے اللہ جسے چاہتا ہے اسے یہ قدرت عطا کرتا ہے۔ ایسے ہی حدیث شریف میں سب کچھ ہے لیکن حدیث کو سمجھنے کے لیے دیگر امور کی ضرورت ہوتی ہے ہر شخص اس کا ملکہ نہیں رکھتا۔ قرآن سے مسائل کا استنباط کرنے کے لیے امام شافعی جیسے بے مثل فقیہ و محدث کی ضرورت ہوتی ہے آپ کا ایک مشہور قول ہے بیان کیا جاتا ہے

ذكر أن الشافعي رحمه الله كان جالساً في المسجد الحرام فقال: «لا تسألوني عن شيء إلا أجبتكم فيه من كتاب الله تعالى» فقال رجل: ما تقول في المحرم إذا قتل الزنبور؟

کہ آپ مسجد حرام میں میں بیٹھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا جو تم مجھ سے کسی چیز کے بارے میں سوال کرو گے تو میں اس کا کتاب اللہ سے جواب دوں گا تو مجمع میں سے ایک شخص نے پوچھا کہ حالت احرام میں اگر کوئی بھڑ (مکھی) کو مار دے تو اس کا کیا حکم ہے؟

فقال: لا شيء عليه

آپنے فرمایا اس پر کچھ نہیں ہے (یعنی بھڑ کو مار سکتا ہے دم لازم نہیں آے گا)

فقال: أين هذا في كتاب الله؟

تو اس شخص نے کہا قرآن میں اس کا حکم کہا ہے؟

اب امام شافعی کا جواب دینے کا انداز دیکھیں اور آپ کا طریقہ استدلال دیکھیں آپ نے فرمایا اللہ فرماتا ہے:

فقال: قال الله تعالى: وَمَا آتاكم الرسول فَخُذُوهُ

جو میرے رسول علیہ السلام تمہیں دیں وہ لے لو۔

ثم ذكر إسناداً إلى النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: "عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين من بعدي"

آگے فرمانے لگے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میرے بعد تم پر میری اور میرے خلفاء راشدین کی اقتدا لازم ہے۔

یعنی قرآن مجید نے فرمایا جو رسول تمہیں دیں وہ لے لو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خلفائے راشدین کی اقتداء کا حکم دیا۔

ثم ذكر إسناداً إلى عمر رضي الله عنه أنه قال : للمحرم قتل الزنبور

آگے فرمانے لگے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے محرم کو بھڑ مارنے کا حکم دیا تھا۔

(التفسیر الکبیر، سورۃ الأنعام: ۳۸)

یعنی حالت احرام میں بھڑ کو مارنا جائز ہے۔

یہ دین کو سمجھنے کا انداز ہے قرآن نے حدیث کی طرف متوجہ کیا اور حدیث نے صحابی کے قول کی طرف۔

تو جس طریقے سے قرآن مجید سے ایسے مسائل نکالے جائیں اس کو قیاس اور رائے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

رائے سے مراد کسی خواہش پرست کی رائے نہیں۔

رائے سے مراد کسی ضدی، جاہل اور ہٹ دھرم کی رائے نہیں۔

رائے سے مراد اس شخص کی رائے ہے جو قرآن و حدیث میں مہارت تامہ رکھتا ہو جو نصوص قرآن کے تمام احکام سے واقف ہو ناسخ و منسوخ کا حکم جانتا ہو حدیث کے تمام احکام کا اسکو علم ہو۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا طریقہ استدلال:

جس وقت ابو جعفر منصور نے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر کہا کہ آپ اپنی رائے سے دین کو بدلنا چاہتے ہو تو آپ نے فرمایا:

کہ یہ سب جھوٹ ہے۔ میں اس طرح مسائل کا استنباط کرتا ہوں

إنما أعمل أولاً بكتاب الله ثم بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم بأقضية أبي بكر وعمر وعثمان وعلي رضي الله عنهم ثم بأقضية بقية الصحابة ثم أقيس

(المیزان الکبری)

جب بھی میں کوئی مسئلہ حل کرتا ہوں تو سب سے پہلے کتاب اللہ پر عمل کرتا ہوں۔

پھر اگر کتاب اللہ میں واضح مسئلے کا حل نہ پاسکوں تو میں سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مسئلہ کا حل تلاش کرتا ہوں ہو پھر اگر سنت سے بھی اس مسئلے کا حل نہ پاسکوں تو خلفائے راشدین حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنھم کے فیصلوں کے مطابق مسئلے کا حل تلاش کرتا ہوں پھر فرمانے لگے اگر ان حضرات کے فیصلوں میں مجھے حل نہ ملے تو باقی صحابہ کرام کے فیصلے ڈھونڈتا ہوں اگر پھر بھی حل نہ مل سکے تو اپنی رائے سے مسئلہ بیان کرتا ہوں۔

کتنا محتاط اور احسن طریقہ ہے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مسائل کے حل کرنے کا۔

اس طریقہ استدلال کی مثال صحابہ کرام کے دور میں بھی ملتی ہے۔

كان ابن عباس رضي الله عنهما إذا سئل عن شيء فإن كان في كتاب الله تعالى قال به و إن لم يكن فی كتاب الله عز وجل و كان عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أخبر به و إن لم يكن فی كتاب الله ولا في قضاء رسول الله صلى الله عليه وسلم و كان عن أبي بكر و عمر رضي الله عنهما أخذ به فإن لم يكن عنهما أجتهد رأيه

(المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية، ج ۱۰، ۲۱۸۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی شئ کے بارے میں پوچھا جاتا تو اگر وہ شئ قرآن میں ہوتی تو آپ اس کا قول کر دیتے۔

اگر اس کو کتاب اللہ میں نہ پاتے تو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حل بیان کر دیتے۔

اگر کتاب اللہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں میں بھی اس کا حل نہیں پاتے تو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنھما کے فتوں پر عمل کرتے۔

اگر شیخین کے فتوں میں اس کا حل نہیں ملتا تو اپنی رائے سے مسئلے کا حل بیان کرتے۔

تو ثابت ہوا ہر رائے اور قیاس مذموم نہیں بلکہ وہ مذموم ہے جو قرآن و حدیث کے خلاف ہو اور ائمہ مجتھدین خاص طور سے امام اعظم رضی اللہ عنہ نے کبھی بھی کسی مسئلے کو بیان کرتے ہوئے قرآن و حدیث اور صحابہ کے فیصلوں کو ترک نہیں کیا ہاں اگر وہاں اس کا حل نہیں مل پایا تو آپ نے اپنی رائے پیش کی اور اس رائے کے پیچھے بھی قرآن و حدیث سے دلائل ہوتے تھے۔

اس طرح فقہ حنفی مدون ہوئی اور آج امت کی اکثریت اس پر عمل پیرا ہے۔ یاد رہے تقلید، اجتہادی اور فروعی مسائل میں کی جاتی ہے۔ عقائد اور جن چیزوں کا حلال یا حرام ہونا نصوص

قطعیہ سے ثابت ہے ان میں تقلید نہیں یعنی نماز، رمضان کے روزے فرض ہیں تو اسمیں تقلید کی حاجت نہیں ایسے ہی شراب، زنا حرام ہے۔ اسمیں بھی تقلید کی کوئی ضرورت نہیں تقلید ان احکام میں ہے جنکا واضح بیان قرآن و حدیث میں نہیں ہے

تقلید ضروری کیوں؟:

قرآن و حدیث سمجھنا ہر کس و نا کس کا کام نہیں تو پھر اس سے احکام ثابت کرنا کس قدر دشوار ہو گا اس لئے امت مسلمہ کے لئے ائمہ مجتہدین نے اپنے اجتہاد و قیاس سے قرآن و حدیث کے ذریعے احکام کو مستنبط کر کے چار نصاب عطا کئے ان چار میں سے کسی ایک پر عمل کرنا ہمارے لئے واجب ہوا اور اس پر پوری امت کا اجماع ہوا کیونکہ اگر کسی ایک پر عمل نہیں ہو گا تو بندہ بے راہ روی کا شکار ہو جائے گا اور کچھ عمل نہ کر سکے گا۔

وہ چار نصاب یہ ہیں فقہ حنفی، فقہ مالکی، فقہ شافعی، فقہ حنبلی کسی ایک فقہ پر عمل پیرا ہو کر انسان منزل مقصود کو پالیتا ہے جو ان کو چھوڑ کر اپنی نفس کا پیرو بنا زندگی بھر بھٹکے گا اور گمراہ ہو کر مرے گا۔

تمام اولیائے کرام، محدثین عظام جیسے امام بخاری، امام مسلم، شیخ عبد القادر جیلانی، خواجہ معین الدین چشتی، امام محمد غزالی، داتا علی ہجویری، امام حجر عسقلانی، امام طحاوی، امام جلال

الدین سیوطی، حضرت بایزید بستامی، حضرت نظام الدین اولیاء دہلوی رضی اللہ عنہم اجمعین مقلد تھے یعنی کسی ایک فقہ پر عمل پیرا تھے۔ تو ان اکابرین نے تقلید کو اپنے لئے ضروری سمجھا تو تقلید کی، حالانکہ یہ وہ نفوس قدسیہ ہیں جو خود اجتہاد کر سکتے تھے۔ مگر ان حضرات نے انہیں چار کو پسند فرمایا۔

تو بتائیں آج کوئی نام نہاد اٹھکر تقلید کو شرک و حرام کہے تو وہ نرا جاہل، ہٹ دھرم، اجماع امت کا منکر اور تمام سلف صالحین، محدثین پر شرک و حرام کا بہتان باندھتا ہے۔

جس چیز پر امت کے اکابرین علماو محدثین کا اتفاق تسلسل کے ساتھ چلا آرہا ہو اسکا انکار کرنے والا یقیناً گمراہ بد دین ہے۔

اللہ ہمیں مذہب مہذب اہل سنت و جماعت پر قائم ودائم رکھے۔ غیر مقلدیت کی بیماری سے بچائے اور اکابرین اہل سنت کے منہج پر گامزن رکھنے کی توفیق عطا فرمائے

اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔

May 3, 2021

والدین کی نافرمانی سے بچو

عظمت حسین قادری:

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد

عزیزان گرامی! اللہ تبارک وتعالیٰ معبود حقیقی کی فرماں برداری واطاعت وعبادت کے بعد کچھ حقوق العباد بھی ہیں۔ بندوں کے حقوق میں سب سے پہلے ماں باپ کا درجہ ہے اور یہی ہمارا موضوع ہے اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے بعد اطاعت والدین بھی اسی طرح واجب وضروری ہے جس طرح اطاعت خالق۔

چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔

فلا تقل لهما اف ولا تنهرهما وقل لهما قولا کریما

(پارہ نمبر 15 آیت نمبر 23

کہ اے جوان بیٹے ان والدین کو مت جھڑکو کہ انھوں نے تیرے لئے بہت تکلیفیں اٹھائی ہیں بلکہ انھیں اف تک نہ کہو کہ اس سے ان کو رنج پہونچے گا اور ان کے دل کو تکلیف ہوگی تو اللہ تبارک وتعالیٰ ناراض ہوگا۔ اور ان سے نرمی سے بات کرو علماء کا قول ہے کہ والدین سے اس طرح کلام کرنا چاہیئے جس طرح خادم اپنے آقا سے کلام کرتا ہے اور ان کا نام لیکر نہ پکارے کہ

یہ ادب کے خلاف ہے اور ان سے نرمی سے پیش آ، شفقت و مہربانی کا سلوک کر اور ان کے حق میں رحمت کے لئے دعا کرے کیونکہ وہ ان کے احسانات کا بدلہ نہیں چکا سکتا پس اللہ تعالی سے عرض کرے کہ اے اللہ انھوں نے مجھے بچپن میں پالا پوسا اور میں ان کا احسان نہیں چکا سکتا تو اس کے بدلے میں ان پر اپنی رحمتیں نازل فرما۔

ماشاءاللہ کتنی اچھی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے والدین کے احسانات کا شکریہ ادا کرنے کا کیا انوکھا طریقہ بتلایا ہے کہ ان کے حق میں رحمت طلب کرو اور ان کی نافرمانی نہ کرو۔

اسلام میں ماں باپ کا بہت بلند مقام ہے قرآن نے ماں کے فقط اس احسان کو جو پیٹ میں رکھ کر کرتی ہے وھن علی وھن، یعنی مصیبت پر مصیبت کہا ہے، فرمان الہی دیکھیں۔

ووصینا الانسان بوالدیه حملته امه وهنا علی وهن وفصاله فی عامین ان اشکر لی ولوالدیک الی المصیر

(سورہ لقمان آیت نمبر 14

اور ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا کمزوری پر کمزوری۔(مصیبت پر مصیبت) جھیلتی ہوئی اور اس کا دودھ چھوٹنا دو برس کی عمر میں ہے یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر مجھی تک آنا ہے (۔کنزالایمان)

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ احسان وسلوک کرنے کا حکم دیا تو یہ اولاد کے لئے فرائض میں شامل ہے اس میں کوتاہی کرنے والا والدین کا نافرمان اور گناہ کبیرہ کا مرتکب شمار ہوگا۔ اللہ تعالی نے اپنی عبادت کا حکم دیتے ہوئے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے بعد اہم ترین فریضہ والدین کی اطاعت ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے

وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احساناً اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلاھما فلا تقل لھما اف ولا تنھرھما وقل لھما قولا کریما

اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا۔ اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا۔ اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہونچ جائیں تو ان کے آگے اف تک نہ کہنا نہ انھیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا بلکہ ان کے ساتھ ادب واحترام سے بات کرنا۔

اس آیت کریمہ میں غور کریں کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح اپنی عبادت کا حکم دیتے ہوئے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے؟

اس آیت سے والدین کے بلند ترین مقام ہونے کا پتہ چلتا ہے جن کی نافرمانی تو دور کی بات انھیں اف تک کہنے سے منع کیا گیا ہے۔ان کے لئے سراپا موم بن جانے کا حکم دیا ہے ان کے بلند مقام ومرتبہ کے سبب ان کی نافرمانی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے دنیا ہی میں سزا دینے کا دستور بنادیا ہے تاکہ اولاد حقوقِ والدین کی رعایت کرے اور ان میں حق تلفی یا کوتاہی سے اللہ کی سزا کا خوف کھائے۔ متعدد احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ گناہ اس قدر شدید ہیں جن کی شدت کے باعث اللہ تعالیٰ نے ان کی سزا دنیا میں ہی رکھ دی ہے ان میں سے ایک والدین کی نافرمانی ہے اس سلسلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند فرامین ملاحظہ فرمائیں۔

اثنان یعجلھما اللہ فی الدنیا البغی وعقوق الوالدین (مستدرک حاکم

دو ایسے گناہ ہیں جن کی سزا دنیا میں ہی دی جاتی ہے وہ ظلم اور والدین کی نافرمانی ہے۔

اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

ما من ذنب اجدر ان یعجل اللہ لصاحبہ العقوبۃ فی الدنیا مع ما یدخر لہ فی الآخرۃ من البغی وقطیعۃ الرحم.(صحیح ابن ماجہ

ظلم اور قطع رحمی سے بڑھ کر کوئی گناہ ایسا نہیں جس کا مرتکب زیادہ لائق ہے کہ اس کو اللہ کی جانب سے دنیا میں جلد سزا دی جائے اور آخرت کے لئے بھی اسے باقی رکھا جائے۔

مذکورہ حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین کی نافرمانی اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے ایسے گناہ گاروں کو اللہ دنیا میں سخت سزا دیتا ہے تا کہ ماں باپ بھی نافرمان اولاد کی سزا دیکھ لیں۔ جنھوں نے اس کی پرورش کی اور اس کے لئے رحم و کرم کے بازو بچھا دیئے اور جب اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا خود کھانے اور کمانے لگا تو اب ماں باپ کے سارے احسانات بھلا کر نافرمانی اور انھیں تکلیف دینے پر اتر آیا۔ نافرمان اولاد کی دنیاوی سزا میں جہاں اولاد کے لیے عبرت کا سامان ہے وہیں اس میں دنیا والوں کے لئے بھی درس نصیحت ہے تا کہ کوئی اولاد ماں باپ کا حق غصب نہ کرے ان کی خدمت سے منہ نہ پھیرے ان کے کھلانے پلانے دیکھ ریکھ میں کوتاہی نہ کرے خاص طور سے جب دونوں بوڑھے ہو جائیں چلنے پھرنے کام کاج کرنے اور کمانے سے معذور ہو جائیں تو ایسے وقت میں اولاد ان کی مکمل نگہداشت کرے وقت پر کھانے کا انتظام کرے جو خود کھائے وہ انہیں بھی کھلائے بدن، کپڑا، جگہ کی صفائی کا خیال کرے پیشاب اور پاخانے اور ضروریات زندگی پر مدد کرے۔

مگر عام طور سے بوڑھے ماں باپ کی خدمت میں کوتاہی دیکھنے کو ملتی ہے خود بھی والدین کی خدمت سے جی چراتے ہیں اور اپنی اولاد کو بھی کسی کام پر ان کی مدد کرنے سے منع کرتے ہیں اور آج کل کی بیوی تو خوب سمجھتی ہی ہے کہ ساس سسر کی خدمت ان کی ذمہ داری نہیں احسان کا درجہ تو بعد کا ہے واقعی یہ ہمارے لیے لمحہ فکر ہے۔

یہ حدیثیں ہمیں یہ بھی بتلاتی ہیں کہ والدین کے ساتھ نافرمانی کرنے والا جہاں دنیاوی سزا کا مستحق ہے وہیں آخرت میں بھی اسے دوبارہ سزا ملے گی جیسا کہ ابن ماجہ کی روایت میں گزرا کہ وہ ایسا گنہگار ہے جس کی سزا آخرت میں باقی تو ہے ہی اور اس لائق ہے کہ دنیاوی زندگی میں بھی وہ سخت سے سخت سزا پائے۔

یہاں ایک اہم سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر کیا وجہ ہے کہ والدین کی نافرمانی کی سزا اس قدر سنگین ہے کہ دنیا میں بھی ایسے گنہگاروں کو معلول کیا جاتا ہے جبکہ اور بھی گناہ ہیں مگر ان کے متعلق ایسی بات نہیں ملتی؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ والدین کی نافرمانی گناہ کبیرہ ہے اور گناہ کبیرہ میں بھی اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس کی سزا دنیا سے ہی شروع ہو جاتی ہے جو آخر تک چلتی رہے گی یہ بات والدین کی نافرمانی سے متعلق احادیث پر نظر کرنے سے ملتی ہے۔

قرآن میں اللہ نے اپنی عبادت کے ساتھ والدین کی اطاعت کا حکم دیا یعنی حقوق اللہ کے بعد حقوق الوالدین کا درجہ ہے حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین کی نافرمانی کو شرک کے ساتھ ذکر کیا ہے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

الا اخبر کم باکبر الکبائر قالوا بلی یا رسول الله ! قال الاشراک بالله وعقوق الوالدین (صحیح البخاری، 6273

کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ نہ بتلادوں لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ کیوں نہیں؟ آپ نے فرمایا اللہ کا شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔

اس کا خلاصہ یہ ہوا کہ عبادت کے بعد اطاعت والدین کا درجہ ہے اور گناہ میں شرک کے بعد والدین کی نافرمانی کا درجہ ہے یہی وجہ ہے کہ والدین کے ساتھ نافرمانی کی مختلف سزائیں وارد ہیں ان سزاوں کا مطلب ہے کہ والدین کا نافرمان اللہ کے نزدیک بہت ہی برا آدمی ہے اس لیے اس کی سزا بھی دنیا اور آخرت میں بہت ہی بری ہے اور والدین کا خدمت گزار اچھا آدمی ہے اس لئے وہ دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و احسان کا مستحق ہے اور آخرت میں بھی اس کے لئے بہتر سے بہتر بدلہ۔

اللہ تبارک وتعالی سے دعا ہے کہ ہمیں والدین کی خدمت کی توفیق بخشے اور ان کی نافرمانی سے بچائے۔

مصیبت پر صبر کی فضیلت

محمد عادل رضا الماتریدی:

صبر کی اہمیت و فضیلت اور جو اس کی افادیت ہے وہ اپنی جگہ مسلم ہے کیوں کہ اس کی اہمیت و افادیت سے کسی کو انکار نہیں اور انکار بھی کیوں ہو جب کہ خود اللہ تعالٰی نے قرآن پاک میں تقریباً ستر مقامات پر صبر کا ذکر فرمایا ہے۔

امام راغب اصفہانی "المفردات" میں صبر کے معنی تحریر کرتے ہیں:

"نفس کو اس چیز پر روکنا جس پر رکنے کا عقل اور شریعت تقاضا کر رہی ہو یا نفس کو اس چیز سے باز رکھنا جس سے رکنے کا عقل اور شریعت تقاضا کر رہی ہو۔" (المفردات، حرف الصاد)

اللہ تعالٰی کو صبر کرنے والے محبوب اور ان کے ساتھ ہے۔

فرمانِ باری تعالٰی ہے:

وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ

(پارہ ۴، سورہ آلِ عمران، آیت: ۱۴۶)

ترجمہ: اور صبر والے اللہ کو محبوب ہیں۔

دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاصۡبِرُوۡا اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ

(پارہ ۱۰، سورہ الانفال: ۴۶)

ترجمہ: اور صبر کرو بیشک اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے۔

ایک اور مقام پر صبر کے تعلق سے فرمان باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوۡنَ اَجۡرَھُمۡ بِغَیۡرِ حِسَابٍ

(پارہ ۲۳، سورہ زمر، آیت: ۱۰)

ترجمہ: صابروں ہی کو ان کا ثواب بھرپور دیا جائے گا بے گنتی۔

جب ہم غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ دیکھنے اور پڑھنے میں "صبر" بظاہر تین حَرفی لفظ ہے مگر یہ اپنے اندر ہمّت، حوصلہ، برداشت، تَحمُّل، بھلائی، خیر، نرمی، سکون اور اطمینان کی پوری کائنات سَموئے ہوئے ہے۔

صبر اور شکر دونوں اسلامی تعلیمات میں کلیدی مقام کے حامل اوصاف واخلاق ہیں، اسلام نے

ان کو اپنانے پر بہت زور دیا ہے، قرآن و حدیث میں ان دونوں کے تعلق سے جا بجا تاکیدی و ترغیبی ہدایات ملتی ہیں جن کا تفصیلی ذکر آگے آ رہا ہے۔

احادیث میں بھی ایک دو جگہ نہیں بلکہ سیکڑوں مقام پر صبر و تحمل اور اس کی فضیلت کا ذکر کیا گیا ہے۔

احادیث مبارکہ میں ہے:

حضور نبی رحمت شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

جب میں اپنے کسی بندے کو اُس کے جسم، مال یا اولاد کے ذریعے آزمائش میں مبتلا کروں، پھر وہ صبر جمیل کے ساتھ اُس کا استقبال کرے تو قیامت کے دن مجھے حیا آئے گی کہ اس کے لیے میزان قائم کروں یا اس کا نامۂ اعمال کھولوں۔ (نوادر الاصول)

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ "احیاء العلوم" میں حدیث پاک نقل کرتے ہیں:

حضور پاک ﷺ سے ایمان کے متعلق سوال ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

صبر اور سخاوت ایمان ہے۔ صبر جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

(احیاء العلوم، جلد، ٤، صفحہ: ٢٦٧،٢٤٦، دعوت اسلامی)

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صبر کی قسمیں اور اس کی قدر و منزلت اور رفعت بیان کرتے ہوئے "مکاشفۃ القلوب" میں تحریر فرماتے ہیں:

اللہ کی اطاعت پر صبر کرنا حرام چیزوں سے رک جانا تکالیف پر صبر کرنا اور پہلے صدمہ پر صبر کرنا وغیرہ۔

جو شخص عبادت الٰہی پر صبر کرتا ہے اور ہر وقت عبادت میں محو رہتا ہے اسے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تین سو ایسے درجات عطا کرے گا جن میں ہر درجہ کا فاصلہ زمین و آسمان کے فاصلے کے برابر ہو گا، جو اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے صبر کرتا ہے اسے چھ سو درجات عطا ہوں گے جن میں ہر درجہ کا فاصلہ ساتویں آسمان سے ساتویں زمین کے فاصلے کے برابر ہو گا جو مصائب پر صبر کرتا ہے اس کو سات سو درجات عطا ہوں گے ہر درجہ کا فاصلہ تحت الثریٰ سے عرش علی کے برابر ہو گا۔ (مکاشفۃ القلوب، صفحہ: ٤١، دعوت اسلامی)

صبر کی اہمیت و فضیلت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ

ایمان میں صبر کی وہ اہمیت ہے جیسی جسم میں سَر کی

صبر کرنے سے دنیاوی واخروی دونوں فوائد ہیں۔انفرادی زندگی ہو یا اجتماعی، گھریلو ہو یا معاشرتی، صبر کے بغیر زندگی کی کتاب نامکمل ہے۔آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم صبر و تحمل کی سواری پر سوار رہیں، مصیبتوں، پریشانیوں، بے جا مخالفتوں اور غموں کا سامنا ہو بھی تو صبر ان تمام چیزوں کا بہترین جواب ہے۔



May 3, 2021

خودکشی حرام ہے

: محمد جاوید رضا مرکزی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آج کل خودکشی کا رجحان اتنا عام ہوتا جارہا ہے کہ پوری دنیا میں ہر سال کئی ہزار افراد اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاک کرلیتے ہیں۔ بغیر سوچے سمجھے کہ انکے بعد انکے ماں باپ، بھائی بہن اور اہل وعیال کا کیا ہوگا؟ اور اپنے پیچھے بہت سوال چھوڑ جاتے ہیں۔

دنیا میں بہت سے ماہر نفسیات نے کئی کتب تحریر کی ہیں جن میں اسکے اسباب اور اسکی روک تھام کی تجاویز تحریر کی ہیں مگر یہ کام رکنے باوجود بڑھ رہا ہے۔

یہ ایک ایسا فعل ہے جو ہر سماج، ہر طبقہ میں مذموم سمجھا جاتا ہے۔

اسلام کی نظر میں خودکشی:

اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں اسکے بارے میں بڑا سخت حکم سنایا ہے کہ ہر صاحب ایمان کا دل دہل اٹھے۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

لَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّ ظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِیْهِ نَارًا ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرًا (سورہ النساء

اور اپنی جانوں کو قتل نہ کرو۔ بیشک اللہ تم پر مہربان ہے۔ اور جو ظلم و زیادتی سے ایسا کرے گا تو عنقریب ہم اسے آگ میں داخل کریں گے اور یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔

یہ دنیا دار الامتحان ہے، ہر وقت اور ہر منزل پر آدمی کا واسطہ نت نئے مسائل سے پڑتا رہتا ہے۔ وہی شخص اس میں کامیاب ہوتا ہے جو ہر طرح کی پریشانیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرے اور زندگی کی آخری منزل تک پہنچ جائے۔ جو شخص ان مشکلات میں صبر کا دامن چھوڑ بیٹھے اور جلد بازی اور بے صبری میں اپنی متاع حیات ہی کو ختم کر دے تو وہ موت کے بعد والی زندگی کو اپنے ہی ہاتھوں برباد کر لیتا ہے۔

فرمان مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا **"جس نے اپنا گلا گھونٹا تو وہ جہنم کی آگ میں اپنا گلا گھونٹتا رہے گا اور جس نے خود کو نیزہ مارا وہ جہنم کی آگ میں خود کو نیزہ مارتا رہے گا"**

(بخاری کتاب الجنائز)

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے ایک اور روایت ہے۔

سرکار عالی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو پہاڑ سے گر کر خودکشی کرے گا وہ نار دوزخ میں ہمیشہ گرتا رہے گا۔اور جو زہر کھا کر خودکشی کرے گا وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ زہر کھاتا رہے گا۔جس نے لوہے کے ہتھیار سے خودکشی کی تو دوزخ کی آگ میں وہ ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ اس سے اپنے آپ کو ہمیشہ زخمی کرتا رہے گا۔

(بخاری کتاب الطب)

حدیثِ نبوی میں متعدد مقامات میں وارد ہوا ہے کہ موت کی دعا نہیں کرنی چاہیے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ مصائب و مشکلات اور بیماری سے دوچار ہونے کی صورت میں اسلام خودکشی کی اجازت دے دے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ

ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں بڑی شجاعت اور بہادری کا مظاہرہ کیا اور ہر محاذ پر دشمنوں کا مقابلہ کرتا رہا اس کی بہادری کو دیکھ کر ہر طرف سے تحسین و تعریف ہونے لگی بالآخر وہ لڑتے لڑتے شدید زخمی ہو گیا اور زخم کی تکلیف

برداشت نہ کر سکا تو اسنے اپنی ہی تلوار کی نوک اپنے سینے میں پیوست کر لی جس سے اسکی موت ہو گی جسکے سبب وہ جہنمی ٹھہرا۔

(مفہوم حدیث)

خودکشی اسلام میں حرام اشد حرام فعل بدانجام گناہ کبیرہ جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔

خودکشی لوگ کرتے کیوں ہیں؟:

اس پر بہت سے مفکرین نے بہت سی آرا پیش کی ہیں اور اسکے بہت سے اسباب گنائے ہیں مگر ہر ایک کے بیان میں ایک چیز قدرے مشترک معلوم ہوتی ہے اور وہ ذہنی دباؤ (ڈپریشن) جسکے چلتے عام طور سے لوگ ایسا قدم اٹھاتے ہیں۔

کبھی کاروبار میں نقصان، گھریلو جھگڑے، محبت کے نام پر یا شدید مشکلات سے گھبرا جانا۔

اسکے علاوہ اور بھی بہت سی وجوہات ہو سکتی ہیں مگر عام طور سے یہ زیادہ دیکھنے میں آتی ہیں۔

اگر ہماری قوم قرآن کریم کو غور سے پڑھے تو ان سب کا علاج مل جائے گا۔

قرآن میں رب فرماتا ہے۔۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَىٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىٕنُّ الْقُلُوْبُؕ

ان لوگوں کو ہدایت دیتا ہے) جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے چین پاتے ہیں، سن لو! اللہ کی یاد ہی سے دل چین پاتے ہیں۔

بیشک اللہ عزوجل کا ذکر کرنے سے دلوں کو چین ملتا ہے انسان ڈپریشن کا شکار اس وقت ہوتا ہے جب اسکا دل بے قرار و بے چین ہوتا ہے مگر افسوس بڑی تعداد ڈاکٹروں کے پاس دوڑتی ہے مگر اس قرآنی اعلان سے بے خبر ہیں۔

کاروبار میں نقصان، اولاد یا کسی قریبی کا دنیا سے رحلت فرماجانا:

تمہارا رب فرماتا ہے:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَۙ

اور ہم ضرور تمہیں کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنادو۔

اے مسلمان! ذرا دیکھ کہ تیرا رب فرما رہا ہے کہ وہ تجھے ضرور آزمائے گا اس آزمائش پر صبر کرنے پر خوشخبری بھی سنا رہا ہے۔

مگر افسوس کہ ہم نہ خود قرآن کی طرف دیکھ رہے ہیں اور نہ اپنی اولادوں کو قرآن کا درس دے رہے ہیں۔

محبت کے نام پر جان دینے والو دیکھو، تمہارا رب فرماتا ہے:

قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِيۡنَ يَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ وَيَحۡفَظُوۡا فُرُوۡجَهُمۡ ذٰ لِكَ اَزۡكٰى لَهُمۡ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيۡرٌۢ بِمَا يَصۡنَعُوۡنَ (النور

مسلمان مردوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزہ ہے، بیشک اللہ ان کے کاموں سے خبردار ہے۔

کاش ہم خود اس پر عمل کرتے اور اپنی اولادوں کو بھی اسکا درس دیتے تو ہماری نوجوان نسل ضرور اس مغربی تہذیب سے محفوظ ہوتی۔

خودکشی کرنے والے کے ساتھ نہ صرف اللہ کا معاملہ دردناک ہوگا بلکہ دنیا میں بھی ایسے لوگوں کی کوئی وقعت نہیں ہوتی اور اس کے برے نتائج سے اس کے گھر والے اور عزیز و اقارب دوچار ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے رشتے داروں سے معاشرے کے دوسرے لوگ تعلق نہیں رکھتے، رشتہ داری کرنے میں ان سے خائف ہوتے ہیں اور ان کے گھر والوں کے ساتھ طعن و تشنیع کا معاملہ کرتے ہیں۔ خودکشی کرنے والا تو چلا جاتا ہے مگر اس کے اس غلط

عمل سے اس کے احباب کو کتنا نقصان پہنچتا ہے اس کا اندازہ اگر ہو جائے تو کوئی بھی اہل ایمان اس فعل حرام کا مرتکب نہیں ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ جب اللہ کے رسول کریم ﷺ کو ایک مسلمان کے خودکشی کرنے کی خبر ملی تو آپ ﷺ انتہائی خفا ہوئے اور فرمایا کہ میں اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھاؤں گا۔

اسلام نے کسی بھی حال میں خودکشی کی اجازت نہیں دی۔ جس نے انسان کو پیدا کیا، ماں کے شکم سے لے کر زندگی کے آخری لمحات تک اس کی حفاظت و نگرانی فرمائی اور سکون کی نعمت سے سرفراز کیا، وہی اپنے بندوں کو مصائب میں مبتلا کرتا ہے اور وہی انہیں مشکلات سے نکالتا بھی ہے۔ انسان کو جب خوشی ملتی ہے تو وہ عیش کرتا ہے اور جب پریشانی آتی ہے تو وہ اس سے فرار کی راہ اختیار کرتا ہے اور اپنے اوپر موت طاری کرتا ہے، یہ کیسی بے وقوفی اور نادانی ہے۔

کچھ لوگ خودکشی کے حق میں یہ دلیل دیتے ہیں کہ انسان اپنی جان کا مالک ہے اور اسے اختیار ہے کہ وہ اسے ختم کر دے یا باقی رکھے۔ طرفہ تماشا یہ کہ عام حالات میں تو اس عمل کو وہ پسند نہیں کرتے مگر بیماری اور تکلیف کی حالت میں اس عمل کو بروئے کار لانے میں کوئی قباحت نہیں سمجھتے اور کہتے ہیں کہ ایسا شخص زندگی کو اس لیے ختم کر رہا ہے کہ وہ تکلیف کا باعث بن گئی ہے اور اس کی وجہ سے وہ سخت اذیت محسوس کر رہا ہے، یہ کتنی بھودی دلیل ہے۔

اللہ ہر مسلمان کو اس سے بچائے اور بچنے کا بہترین راستہ اسلامی تعلیم ہی ہے۔

May 3, 2021

زبان کی نگرانی کتنی مفید؟

محمد عالم رضا عطاری:

انسانی جسم میں چند اعضاء کو بڑی بنیادی اور اصولی حیثیت حاصل ہے مثلاً آنکھ، کان، دل اور زبان وغیرہ، کیونکہ بالواسطہ یا بلاواسطہ کئی گناہوں کا اِرتکاب اِنہی اعضاء سے ہوتا ہے۔

اگر زبان کے بارے میں بات کریں تو کہا جاتا ہے کہ 95 فی صد گناہ زبان کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ کیوں کہ جھوٹ، غیبت، چغلی، گالی گلوچ، دل آزاری وغیرہ گناہوں کا صدور زبان سے ہوتا ہے۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضورِ انور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی:

آپ مجھ پر سب سے زیادہ کس چیز کا خوف رکھتے ہیں؟ آپ نے اپنی زبان اقدس پکڑ کر ارشاد (فرمایا: اِس (زبان) کا۔ (ترمذی، ج ۴، ص ۱۸۴، حدیث: ۲۴۱۸

زبان ہی انسان کو ہلاکت کے دہانے تک پہنچا دیتی ہے اور یہی زبان انسانی کامیابی کا سبب بھی ہے۔ جنت میں داخل ہونا ہو یا جہنم کا اِیندھن بننا ہو، اس زبان کا ہر دو طرح کے معاملے میں نہایت کلیدی کردار ہے۔ زبان کے متعلق چند اہم باتیں پیش کی جاتی ہیں۔

۱۔ تمام اعضاء کا دُرست اور نادُرست رہنا اسی زبان پر موقوف ہے چنانچہ مروی ہے کہ جب **انسان صبح کرتا ہے تو تمام اعضاء زبان سے کہتے ہیں: ہم تجھے خدا کا واسطہ دیتے ہیں کہ تُو سیدھی رہنا کیوں کہ اگر تُو سیدھی رہی تو ہم سیدھے رہیں گے اور اگر تُو ٹیڑھی ہو گئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔**

(ترمذی، ج ۴، ص ۱۸۳، حدیث: ۲۴۱۵)

۲۔ زبان کی حفاظت نہ کرنا اعمال کے ضائع ہونے کا سبب ہے کیونکہ زبان کے استعمال میں بے احتیاطیاں لامحالہ (لازمی) گناہوں کی طرف لے جانے والی ہیں مثلاً جھوٹ، غیبت، چغلی، گالی گلوچ وغیرہ۔ مقولہ ہے کہ "جو زیادہ بولتا ہے زیادہ غلطیاں کرتا ہے"۔

۳۔ زبان کی حفاظت سے عزت و شان برقرار رہتی ہے۔ ایک بزرگ کا قول ہے: اپنی زبان کو اتنا دراز مت کرو کہ تمہاری عزت و شان خراب ہو جائے۔

۴۔ اُخروِی انجام کو یاد کر کے زبان کو تقویٰ کی عادت ڈالیے۔ حضورِ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: **علماء اور طلبہ سے اپنی زبان کو روکے رکھو اور اپنی زبان سے لوگوں کی آبروریزی (یعنی بے عزتی) نہ کرو ورنہ جہنّم کے کتے تمہیں پھاڑ ڈالیں گے۔**

(الترغیب والترھیب، ج ۱، ص ۵۰، رقم: ۵۹

May 3, 2021

خاموشی کی فضیلت پر چار فرامینِ مصطفٰے:

۱۔مَنْ صَمَتَ نَجَا

یعنی جو چپ رہا اُس نے نجات پائی۔ (ترمِذی ج۴ص۲۲۵حدیث ۲۵۰۹

۲۔اَلصَّمْتُ سَیِّدُ الْاَخْلَاق

خاموشی اَخلاق کی سردار ہے۔ (اَلْفِردَوس بمأثور الْخِطاب ج۲ص۴۱۷حدیث۳۸۵۰



۳۔اَلصَّمْتُ اَرْفَعُ الْعِبَادَةِ

خاموشی اعلیٰ درجے کی عبادت ہے۔ (اَیضاً حدیث۳۸۴۹

۴۔آدمی کا خاموشی پر قائم رہنا 60 سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

(شُعَبُ الْاِیمان ج۴ص۲۴۵حدیث ۴۹۵۳

مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ الرحمہ چوتھی حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں : یعنی اگر کوئی شخص ساٹھ سال عبادت کرے مگر زیادہ باتیں بھی کرے، اچّھی بُری بات میں تمیز نہ کرے اِس سے یہ بہتر ہے کہ تھوڑی دیر خاموش رہے کیوں کہ خاموشی

میں فکر بھی ہوئی، اِصلاحِ نَفْس بھی، مَعارِف و حقائق میں اِستِغراق بھی، ذِکر خفی کے سَمندر میں غوطہ لگانا بھی، مراقبہ بھی۔ (مراۃ المناجیح ج۶ ص ۳۶۱ مختصرا

فالتو باتوں کے چار لرزہ خیز نقصانات:

گپ شپ کرنے والے، بات کا بتنگڑ بنانے والے، بلکہ فضول بات چونکہ جائز ہے گناہ نہیں یہ سوچ کر یاوَیسے ہی جو کبھی کبھار ہی فُضُول باتیں کرتے ہیں وہ بھی فُضُول باتوں کے مُتَعَلّق حُجَّۃُ الْاِسلام حضرتِ سیّدُنا امام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد غزالی عَلَیہِ الرحمہ کے تاثُّرات مُلاحظہ فرمائیں اور اپنے آپ کو فُضُول گفتگو کے اِن چار نقصانات سے ڈرائیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ نے ان چار وُجُوہات کی بِنا پر فُضُول باتوں کی مَذَمَّت فرمائی ہے:

۱۔ فُضُول باتیں کِراماً کاتِبین (یعنی اعمال لکھنے والے بُزُرگ فرِشتوں) کو لکھنی پڑتی ہیں، لہٰذا آدمی کو چاہیے کہ ان سے شَرْم کرے اور انہیں فُضُول باتیں لکھنے کی زَحْمت نہ دے۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ پارہ 26 سُوْرَۃُ قٓ، آیت نمبر 18 میں ارشاد فرماتا ہے:

مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ

ترجمہ کنزالایمان: کوئی بات وہ زبان سے نہیں نکالتا کہ اس کے پاس ایک محافظ تیار نہ بیٹھا ہو۔

۲۔یہ بات اچھی نہیں کہ فضول باتوں سے بھرپور اعمال نامہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش ہو۔

۳۔اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دربار میں تمام مخلوق کے سامنے بندے کو حکم ہو گا کہ اپنا اعمال نامہ پڑھ کر سناؤ! اب قِیامت کی خوفناک سختیاں اس کے سامنے ہوں گی، انسان بَرہنہ (ب۔رَہْ۔نہ یعنی ننگا) ہو گا، سخت پیاسا ہو گا، بھوک سے کمر ٹوٹ رہی ہو گی، جنَّت میں جانے سے روک دیا گیا ہو گا اور ہر قسم کی راحت اُس پر بند کر دی گئی ہو گی، غور تو کیجیے ایسے تکلیف دِہ حالات میں فُضُول باتوں سے بھرپور اعمال نامہ پڑھ کر سنانا کس قَدَر پریشان کُن ہو گا۔(حساب لگائیے اگر روزانہ صرف 15 منَٹ بھی فُضُول باتیں کی ہیں تو ایک مہینے کے ساڑھے سات گھنٹے ہوئے اور ایک سال کے 90 گھنٹے، بِالفرض کسی نے پچاس سال تک روزانہ اَوسطاً 15 منَٹ فُضُول گفتگو کی تو 187 دن 12 گھنٹے ہوئے یعنی چھ ماہ سے زائد، تو غور فرمائیے! قِیامت کا ہولناک دن جس میں سورج صِرف ایک میل پر رہ کر آگ برسا رہا ہو گا، ایسی ہوش رُبا گرمی میں مسلسل بِلا وقفہ چھ ماہ تک کون" اعمال نامہ " پڑھ کر سنا سکے گا! یہ تو صِرف یومیہ پندرہ منَٹ کی فُضُول گوئی کا حِساب ہے۔ ہمارے تو بسا اوقات کئی کئی گھنٹے دوستوں کے ساتھ "فُضُول گپ شپ" میں گزر جاتے ہیں، گناہوں بھری باتیں اور دیگر بُرائیاں مزید بَرآں)

۴۔ بروزِ قیامت بندے کو فُضول باتوں پر ملامت کی جائے گی اور اُس کو شرمندہ کیا جائے گا۔ بندے کے پاس اس کا کوئی جواب نہ ہوگا اور وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سامنے شرم و نَدامت سے پانی پانی ہو جائے گا۔ (مِنہاجُ العابِدین ص ٦٧

اگر جنّت درکار ہو تو۔

حضرتِ سیِّدُنا عیسیٰ روحُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی خدمتِ باعَظَمت میں لوگوں نے عرض کیا: کوئی ایسا عمل بتایئے کہ جس سے جنت ملے۔ ارشاد فرمایا: "کبھی بولو مت"

عرض کی: یہ تو نہیں ہو سکتا۔ فرمایا: "اچّھی بات کے سوا زَبان سے کچھ مت نکالو۔"

(اِحیاءُ الْعُلوم ج ۳ ص ۱۳٦

خاموشی ایمان کی سلامتی کا ذَرِیعہ ہے:

جس بدنصیب کی زَبان قینچی کی طرح ہر کسی کی بات کاٹتی چلی جاتی ہو گی، وہ دوسرے کی بات اچّھی طرح سمجھنے سے محروم رہے گا بلکہ باتونی شخص کے لیے یہ بھی خطرہ رہتا ہے کہ بک بک کرتے ہوئے زَبان سے مَعَاذَاللہ عَزَّوَجَلَّ کُفرِیات نکل جائیں۔ چُنانچِہ حُجَّۃُ الْاِسلام حضرتِ سیِّدُنا امام ابوحامد محمد بن محمد بن محمد غزالی علیہ الرحمہ "اِحیاءُ العلوم" میں بعض بُزُرگوں کا قول نَقْل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: خاموش رہنے والے شخص میں دو خوبیاں جمع ہو جاتی ہیں:

{۱} اُس کا دین سلامت رہتا ہے اور {۲} دوسرے کی بات اچّھی طرح سمجھ لیتا ہے۔

(اِحیاءُ الْعُلوم ج ۳ ص ۱۳۷

مال کی حفاظت آسان ہے مگر زَبان۔۔۔۔

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ نے حضرتِ سیِّدُنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: انسان کی لیے زَبان کی حفاظت مال کی حفاظت سے زیادہ دُشوار ہے۔

(اِتحافُ السّادَۃ للزّبیدی ج ۹ ص ۱۴۴

افسوس! کہ اپنے مال کی حفاظت کے مُعاملے میں عُموماً ہر ایک ہوشیار ہوتا ہے، حالانکہ مال ضائع ہو بھی گیا تو صِرف دنیا کا نقصان ہے۔ صد کروڑ افسوس! زَبان کی حفاظت کی سوچ نہایت کم رَہ گئی ہے، یقیناً زَبان کی حفاظت نہ کرنے کے سبب دنیا کے نقصان کے ساتھ ساتھ آخِرت کی بربادی کا بھی پورا پورا امکان ہے۔

زبان کے بے جا استعمال کے سبب گھریلو جھگڑے:

بسا اوقات زبان کے غلط استعمال کی وجہ سے گھروں میں پھوٹ پڑ جاتی ہے اور دائمی جھگڑے جنم لے لیتے ہیں خاص کر اگر گھر کی عورتیں صحیح معنوں میں اپنی زَبان پر لگام لگالیں تو ان کی گھریلو پریشانیاں، رشتے داروں سے ناچاقیاں اور ساس بہو کی لڑائیاں وغیرہ بہت سارے

مسائل حل ہو جائیں اور سارے کا سارا خاندان اَمْن کا گہوارہ بن جائے کیوں کہ زیادہ تر گھریلو جھگڑے زَبان کے بے جا استِعمال ہی کے سبب ہوتے ہیں۔

ساس بہو کا جھگڑا نمٹانے کا نُسخہ:

ساس اگر ڈانٹ ڈَپَٹ کرتی ہو تو بہو کو چاہیے کہ صِرف اور صِرف صَبْر کرے، اپنی ساس کو جواباً ایک لفظ بھی نہ کہے اور اپنے شوہر کو بھی شکایت نہ کرے، اپنے میکے میں بھی کچھ نہ بتائے بلکہ منہ بھی نہ چڑھائے، نیز اپنے بچّوں یا برتنوں وغیرہ پر بھی غصّہ نہ نکالے۔ اِنْ شَآءَاللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کامیابی اس کے قدم چوم لے گی۔ کہا جاتا ہے: "ایک چُپ سو کو ہرائے"۔ اِسی طرح اگر کوئی بہو اپنی "ساس" سے جھگڑا کرتی ہو تو ساس کو چاہیے کہ بِالکل جوابی کاروائی نہ کرے، صِرف خاموشی ہی اختیار کرے گھر کے کسی فرد حتّٰی کہ اپنے بیٹے کو بھی شکایت نہ کرے۔ اِنْ شَآءَاللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کہاوت: "ایک چُپ سو سکھ" کے مطابق سکھ چین پائے گی۔ جی ہاں اگر صحیح معنوں میں اس نسخے پر عمل کیا گیا تو اِنْ شَآءَاللّٰہ عَزَّوَجَلَّ جلد ہی ساس بہو کی لڑائی ختم ہو جائے گی اور گھر اَمن کا گہوارہ بن جائے گا۔

اللہ پاک ہمیں زبان کے غلط استعمال کے سبب ہونے والے دنیوی اور اخروی نقصانات سے محفوظ فرمائے! آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

May 3, 2021

خلوص قیمتی ہوتا ہے، لباس نہیں

غلام مصطفےٰ النعیمی:

اوریٹری کلب سامعین سے کھچا کھچ بھرا تھا۔۔آج کلب میں "اسلامی مساوات" کے عنوان پر ملک کے معروف سوشل ورکر نوید قمر صاحب کا خطاب تھا. نوید صاحب جہاں نبض شناس اسپیکر کے طور پر متعارف ہیں۔۔وہیں سوشل ورکر کے طور پر بھی شناخت رکھتے ہیں۔.

نوید صاحب کی خطابت کا جادو سر چڑھ کر بول رہا تھا۔الفاظ کا انتخاب، لہجے کی چاشنی اور سلیقہ مندی سے بیان کردہ نکات پر سامعین عش عش کر اٹھے۔۔مجمع نوید صاحب کی خطابت کا اسیر ہو چکا تھا۔ تقریر مکمل ہوتے ہی مصافحہ کرنے والوں کی لائن لگ گئی۔نوید صاحب ہاتھ ملاتے اور داد وصولتے رہے۔اچانک نوید صاحب کا ہاتھ کسی کھردری چیز سے چھو گیا، نگاہ اٹھا کر دیکھا تو سامنے حمید عقیدت واحترام سے مصافحہ کے لئے کھڑا تھا۔حمید ایک مزدور تھا مگر اسے علمی محفلوں کا بڑا شوق تھا۔ٹھیلہ لئے کلب سے گزر رہا تھا کہ نوید صاحب کی آمد کا معلوم ہوا۔بس ٹھیلہ کنارے لگایا اور ہال جا کر پوری تقریر سنی۔عقیدت سے ہاتھ بھی ملایا مگر پیشے کی محنت نے ہاتھوں پر نقوش چھوڑ دئے تھے۔بچپن کے ساتھ ہی ہاتھوں کی نرمی بھی گزرے دنوں کی بات تھی۔اب تو ٹھیلہ کھینچتے کھینچتے ہاتھ سخت پتھر کی طرح ہو چکے تھے۔حمید نے جتنی

عقیدت سے مصافحہ کیا۔ نوید صاحب نے اتنی ہی حقارت سے ہاتھ جھٹک دیا۔ حمید کے کپڑے بھی قدرے میلے تھے۔۔ مزید دھوپ میں ٹھیلہ کھینچنے کی وجہ سے کپڑوں پر پسینے کے نشانات صاف نظر آرہے تھے۔۔ کھردرے پن کی وجہ سے ہی نوید صاحب نے ہاتھ جھٹک دیا تھا۔ اب جو حمید کا سراپا دیکھا تو غضب ناک لہجے میں بولے:

گنوار، گنوار ہی ہوتا ہے۔ پہننے کا شعور، نہ نہانے کا خیال، کہیں بھی گھس جاتے ہیں۔۔ اور اپنی کثافت سے ماحول تعفن زدہ کردیتے ہیں۔

حمید رونی سی صورت لئے سوچ رہا تھا ابھی جو شخص اسلامی مساوات پر اس قدر خوب صورت گفتگو کر رہا تھا۔ وہ عملی طور پر کس بے دردی سے مساوات کی دھجیاں بکھیر رہا ہے۔ سر جھکائے محفل سے نکلا اور ٹھیلہ کھینچتے ہوئے شہر کی گلیوں میں گم ہو گیا۔

ہمارے آس پاس ایسے کتنے ہی نوید بستے ہیں جو لکھنے، بولنے کی حد تک بڑے مہذب، اخلاق مند اور پیکر مساوات نظر آتے ہیں لیکن میلے کپڑے والے کسی غریب مزدور کو دیکھتے ہوئے ان کا مفروضہ تہذیب و تمدن اور فکر مساوات صبح کاذب کی طرح غائب ہو جاتی ہے۔۔ چہرہ غضبناک، لہجہ آتش فشاں اور آنکھیں شرارے برسانے لگتی ہیں۔۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ

کا طرز عمل بڑا پیارا اور نہایت سادہ سا تھا۔ غنی ہو یا فقیر، امیر ہو یا مزدور، سب کے ساتھ ایک سا سلوک فرماتے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ زاہر بن حرام نامی ایک دیہاتی تھے۔ حضور ﷺ سے بے حد لگاؤ رکھتے تھے۔۔ خود حضور کو بھی زاہر بن حرام سے بے حد انس تھا۔ آپ فرماتے تھے

إنَّ زاهرًا باديتنا، ونحن حاضروه.(رواه احمد 161/3

"زاہر ہمارا بادیہ نشیں ہے اور ہم اس کے شہری دوست ہیں"

زاہر جب بھی مدینہ آتے تو حضور کے لئے پنیر، گھی وغیرہ لیکر آتے۔۔ واپسی میں حضور بھی انہیں تحائف دیکر رخصت فرمایا کرتے۔۔ ایک مرتبہ وہ حاضر ہوئے تو سرکار گھر پر نہ ملے۔ وہ سامان بیچنے بازار چلے گئے۔ حضور کو جب زاہر کی خبر ملی تو آپ تلاشتے ہوئے بازار پہنچ گئے۔ ایک جگہ زاہر نظر آئے۔۔ دھوپ کی شدت سے کپڑے پسینے سے شرابور اور جسم گرد آلود تھا۔ حضور پیچھے سے آئے اور خوش طبعی فرماتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے زاہر کی آنکھیں بند کر دیں۔

زاہر نے پوچھا کون ہے؟

مگر حضور خاموش رہے۔ زاہر نے پھر پوچھا مگر حضور بدستور خاموش رہے حتی کہ زاہر نے کنکھیوں سے آپ کو پہچان لیا۔ بس فرط محبت میں آپ کے ہاتھوں کی گرفت میں مچلنے لگے۔ حضور نے ازرہِ مزاح فرمایا:

من يشتري العبد؟

یہ غلام کون خریدے گا؟

یہ سن کر زاہر بن حرام عرض کرتے ہیں حضور!

تب تو آپ کو بہت کم قیمت ملیگی کیوں کہ میں بڑا معمولی غلام ہوں، بازار میں کوئی میری اچھی قیمت نہیں دے گا۔

جواباً سرکار نے ارشاد فرمایا:

لكن عند الله لست بكاسد. أو قال: لكن عند الله أنت غال

"زاہر اللہ کے نزدیک تم کم قیمت نہیں ہو۔ اللہ کے نزدیک تم بڑی قیمت والے ہو"

دوستان محترم!!

May 3, 2021

حضور نبی اکرم ﷺ کا طرز عمل دیکھیں کہ زاہر کو تلاشنے بازار تک جاتے ہیں۔ پسینے سے شرابور، گرد و غبار سے آلود شخص سے اسی خوش مزاجی اور اپنائیت سے ملتے ہیں جیسا روسائے عرب سے ملتے۔ سرکار مدینہ کے یہی وہ اخلاق تھے کہ غربا و مساکین آپ کی طرف بے اختیار کھنچے آتے تھے۔.

آج لوگ لباس اور دنیوی رتبہ دیکھ کر بات کرتے ہیں۔ اچھے مکان، بڑی گاڑیوں سے انسان کا درجہ طے کیا جاتا ہے۔ لیکن اچھے کپڑوں سے انسان قیمتی نہیں ہوتا۔ خلوص ہی انسان کو قیمتی بناتا ہے۔ اس لئے کسی انسان کو اس کے کپڑوں سے نہیں اس کے خلوص و محبت سے جانچیں تاکہ معاشرے سے اونچ نیچ کا فرق مٹے۔ مساوات عام ہو۔ مسلمان، مسلمان حقیقی بھائی نظر آئیں۔

در نگاہے او یکے بالا و پست

با غلامِ خویش بریک خواں نشست

May 3, 2021

سود خوری کا عذاب

محمد فیض بدایونی:

سود کی تعریف:

سود کو عربی زبان میں "ربا" کہتے ہیں جس کا لغوی معنی زیادہ ہونا، پروان چڑھنااور بلندی کی طرف جانا ہے۔

اوراصطلاح شرع میں ربا(سود) کی تعریف یہ ہے کہ: "کسی کو اس شرط کے ساتھ رقم ادھار دینا کہ واپسی کے وقت وہ کچھ رقم زیادہ لے گا"۔ مثلاً کسی کو سال یا چھ ماہ کے لیے ۱۰۰ روپئے قرض دئے، تواس سے یہ شرط کرلی کہ وہ ۱۰۰روپے کے ۱۲۰روپے لے گا، مہلت کے عوض، یہ جو ۲۰ روپے زیادہ لیے گئے ہیں، یہ سود ہے"۔

سود خوری کا عذاب شدید از روئے قرآن مجید:

شریعت نے حرام کاموں اور گناہوں کی جو تفصیل بتائی ہے، اس میں سود کا گناہ سرِ فہرست ہے،

قرآن و حدیث میں سود کی شناعت و قباحت کے تعلق سے ایسے ایسے الفاظ بیان ہوئے ہیں جو لرزہ طاری کر دیتے ہیں چنانچہ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

یاایھا اللذین آمنوا لا تأکل الربٰوا أضعافا مضٰعفة

ترجمہ:-اے ایمان والو دوگنا در دوگنا سود نہ کھاؤ۔

(پ ٤، آل عمران، آیت نمبر ١٣٠)

اور فرماتا ہے:



یاایھا اللذین آمنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقي من الربٰوا إن کنتم مؤمنین . فإن لم تفعلوا فأذنوا بحرب من اللہ و رسولہ

(پارہ نمبر ۳ سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۸۷،۲۸۹)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو سود لوگوں کے پاس باقی رہ گیا ہے اگر ایمان والے ہو تو اسے چھوڑ دو، اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جنگ کے لیے خبر دار ہو جاو۔

سود خور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرتا ہے اور اللہ عزوجل اسے اعلان جنگ فرماتا ہے۔

ہلاکت ہے اس شخص کے لیے جس کے اور اللہ کے مابین جنگ ہو اور اس سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہو۔

غور کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ قرآن مجید نے شرک کے بعد بڑے سے بڑے گناہ کے بارے میں بھی اتنے سخت الفاظ اور اتنا سخت لب ولہجہ استعمال نہیں کیا، جتنا سخت لب ولہجہ ولفظ سود کے بارے میں استعمال کیا ہے، "اعلانِ جنگ" کے الفاظ انتہائی سخت وعید اور بدترین شناعت کے اظہار کے لیے ہیں۔ روایات میں آتا ہے کہ ایک شخص امام مالک بن انس کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: میں نے شراب کا ایک ایسا رسیا اور نشہ میں چور شخص دیکھا جو چاند کو پکڑنے کی کوشش کر رہا تھا، اس پر میں نے کہا: اگر انسان کے پیٹ میں شراب سے بھی بدتر کوئی چیز اترنے والی ہو تو میری بیوی کو طلاق، آیا یہ طلاق واقع ہو گی یا نہیں؟

تو آپ نے فرمایا: ابھی لوٹ جاؤ کہ میں تمہارے مسئلہ میں غور کر لوں، وہ دوسرے دن آیا تو بھی فرمایا: ابھی لوٹ جاؤ کہ میں تمہارے مسئلہ میں غور کر لوں، وہ تیسرے دن آیا تو فرمایا: تمہاری بیوی کو طلاق پڑ گئی، اس لیے کہ میں نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم میں انتہائی غور وتدبر کیا؛ مگر سود سے بدتر کوئی چیز نظر نہ آئی،اس لیے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔

اللہ تعالیٰ سود کی بے برکتی اور نحوست کے وبال کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَن جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّهِ فَانتَهَى فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ وَمَنْ عَادَ فَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ يَمْحَقُ اللَّهُ الْرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ

ترجمہ:- "جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ اپنی قبروں سے ایسے اٹھیں گے جس طرح وہ شخص اٹھتا ہے جس کو شیطان (آسیب) نے چھو کر باولا کر دیا ہے۔یہ اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے کہا بیع مثل سود ہے اور حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال رکھا ہے اور سود کو حرام۔پس جس کو خدا کی طرف سے نصیحت پہونچ گئی اور وہ باز آیا تو جو کچھ پہلے کر چکا ہے،اس کے لیے معاف ہے اور اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے اور پھر جو ایسا ہی کریں وہ جہنمی ہیں،وہ اس میں ہمیشہ

رہیں گے۔اللہ عزوجل سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے اور ناشکرے گنہگار کو اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا"۔

(پ۳،البقرہ،آیت نمبر ۲۷۵-۲۷۶)

ایک دوسرے مقام پر ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا آتَيْتُم مِّن رِّبًا لِّيَرْبُوَ فِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُو عِندَ اللَّهِ وَمَا آتَيْتُم مِّن زَكَاةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ

جو کچھ تم نے سود پر دیا کہ لوگوں کے مال میں بڑھتا رہے، وہ اللہ عزوجل کے نزدیک نہیں بڑھتا اور جو کچھ تم نے زکوٰۃ دی جس سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی چاہتے ہو، وہ اپنا مال دونا کرنے والے ہیں۔

(پ۲۱،الروم،آیت نمبر۳۹)

سود اور صدقہ کی حقیقت، نتائج، اغراض اور کیفیات سب متضاد ہوتے ہیں، صدقہ میں اپنا مال بلا معاوضہ دوسرے کو دیا جاتا ہے اور سود میں دوسرے کا مال بلا مالی معاوضہ کے لیا جاتا ہے، صدقہ کی غرض رضائے الٰہی اور ثواب آخرت ہوتی ہے؛ جب کہ سود کی غرض اللہ کے غضب سے نڈر ہو کر اپنی موجودہ دولت میں ناجائز اضافے کی ہوس ہوتی ہے، نتیجہ کا فرق قرآن کی

اسی آیت نے بتادیا کہ اللہ سود سے حاصل ہونے والے مال کی برکت و خیر مٹادیتاہیں؛ جب کہ صدقہ کرنے والے کے مال کواور اس کی برکت کو بڑھادیتے ہیں، کیفیات کا فرق یہ ہوتا ہے کہ صدقہ دینے والے کو متنوع اعمال خیر کی توفیق عطا ہوتی ہے اور سود خور بالعموم محرومی میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔

احادیث مصطفوی کی روشنی میں سود خوری کا وبال:

حجۃالوداع کے موقع پر جس میں تقریباً سارے صحابہ کرام عرب کے چپے چپے سے امنڈ آئے تھے اس میں بھی خصوصیت کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارتی اور معاشرتی ہر طرح کے سود کی حرمت کا اعلان فرمایا :

"سن لو! جاہلیت کی ہر چیز میرے پاوں تلے روندی گئی اور جاہلیت کا سود ختم کر دیا گیا اور ہمارے سود میں سے پہلا سود جسے میں ختم کر رہا ہوں وہ عباس بن عبد المطلب کا سود ہے۔ اب یہ سارا سود ختم ہے"۔

(خطبہ حجتہ الوداع، عامۃ کتب)

حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"سود کا ایک درہم، جسے انسان جانتے ہوئے کھاتا ہے، وہ ۳۶ مرتبہ زناکاری سے بھی بدتر ہے۔ اس کی مثل بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عبداللہ بن حنظلہ، رقم الحدیث ۲۲۰۱۶، ج ۲، ص ۳۳۱)

سیدنا عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"سود کے 70 دروازے ہیں، ان کا سب سے ہلکا گناہ یہ ہے کہ جیسے کوئی آدمی اپنی ماں کے ساتھ نکاح کرے، سب سے بدترین سود کسی مسلمان کی عزت سے کھلواڑ کرنا ہے"۔

(سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث ۲۲۷۶ ج۳، ص۷۲)

سیدنا جابر کہتے ہیں : **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے، اور اسے کھلانے والے، اور اس (دستاویز) کے لکھنے والے، اور اس کی گواہی دینے والوں پر لعنت بھیجی ہے اور پھر فرمایا کہ یہ تمام کے تمام گناہ میں برابر کے شریک ہیں ۔**

(صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ۔۔۔۔الخ، باب لعن آکل الربوا و مؤکلہ رقم الحدیث ۱۰۵-۱۰۶، ص ۸۶۲ بحوالہ بہار شریعت جلد دوم، ص ۷۶۷

سیدنا عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

May 3, 2021

"جس گاوں میں زنااور سود رواج پا گیا، تو وہاں کے باشندوں نے اپنے اوپر اللہ کے عذاب کو حلال کر لیا ہے"۔

(المستدرک ج ۲ ،ص ۳٦)

احادیث کی صراحت کے مطابق کسی قوم، خطے اور معاشرے پر اجتماعی آفت و عذاب کے آنے کا ایک بنیادی سبب سودی کاروبار اور سودی لین دین کا عام چلن ہے۔



سود بڑھتا نہیں گھٹتا ہے

سود کو بڑھتا اور پروان چڑھتا سمجھنا سود کھانے والوں کی خام خیالی ہے جب کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کم ہونے اور تباہ و برباد ہونے کی پیشین گوئی فرمائی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: **"اللہ سود کو گھٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے، اور اللہ کسی ناشکرے (سود خور) اور گناہ گار کو دوست نہیں رکھتا ہے"۔**

(پ ۳، البقرہ، آیت نمبر ۲۷٦)

يَمۡحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا کی تفسیر کرتے ہوئے سیدنا عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں :

"محق" (گھٹانا) یہ ہے کہ للہ سود خور بندے کا نہ حج قبول کرتا ہے، نہ صدقہ، نہ جہاد، اور نہ صلہ رحمی۔ (یعنی اس کی کوئی نیکی قبول نہیں ہوتی)۔

(تفسیر قرطبی ۲/ ٤٣٢)

سیدنا ابن مسعود سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس شخص نے سود کے ذریعہ زیادہ (مال) حاصل کیا، اس کا انجام کمی پر ہی ہو گا"۔

(المسند للامام أحمد بن حنبل، رقم الحدیث ٣٨٥٤، ج۲، ص۵۰ بحوالہ بہار شریعت جلد دوم ص٧٦٨)

ایک اور روایت میں ہے:

"سود اگرچہ بظاہر زیادہ نظر آتا ہے لیکن اس کا انجام کمی اور قلت ہے"۔

(المرجع السابق)

دنیادار انسان سود کو نفع بخش اور زکاۃ کو مال میں کمی کرنے والا سمجھتا ہے جبکہ حقیقت بالکل برعکس ہے۔ ایسے خام خیال افراد کی ہدایت کے لئے سود کے مقابلے میں للہ تعالیٰ نے زکاۃ کا

نظام پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ مال کو بڑھانا ہو تو مال کو رب کی بارگاہ میں زکاۃ اور صدقات کی شکل میں پیش کرو۔

اور تم لوگ جو سود دیتے ہو، تاکہ لوگوں کے اموال میں اضافہ ہو جائے تو وہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتا، اور تم لوگ جو زکاۃ دیتے ہو اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے، ایسے ہی لوگ اسے کئی گنا بڑھانے والے ہیں۔



قیامت کے روز سود خوروں کی حالت:

قیامت کے دن سود خور ایک خاص کیفیت سے دوچار ہونگے، جس سے لوگوں کو پتہ چل جائے گا کہ یہ دنیا میں سود کھاتے تھے۔ ارشاد باری ہے:

ترجمہ: "جو لوگ سود کھاتے ہیں، وہ اپنی قبروں سے ایسے اٹھیں گے، جس طرح وہ آدمی جسے شیطان اپنے اثر سے دیوانہ بنا دیتا ہے، یہ (سزا انہیں) اس لیے ملی کہ وہ کہا کرتے تھے کہ خرید و فروخت بھی تو سود ہی کی مانند ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے خرید و فروخت کو حلال کیا ہے، اور سود کو حرام قرار دیا ہے، پس جس کے پاس اس کے رب کی نصیحت پہنچ گئی، اور وہ (سود لینے

سے) باز آگیا، تو ماضی میں جو لے چکا ہے وہ اس کا ہے، اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے، اور جو اس کے بعد لے گا، تو وہی لوگ جہنمی ہوں گے، اس میں ہمیشہ کے لیے رہیں گے"۔

سیدنا عوف بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

تم ان گناہوں سے بچو جو (بغیر توبہ کے) بخشے نہیں جاتے

۱)۔ خیانت : جس نے کسی چیز میں خیانت کی، اس چیز کے ساتھ اسے قیامت کے دن حاضر کیا جائے گا۔

۲)۔ سود خوری : اس لیے کہ جو شخص سود کھائے گا قیامت کے دن پاگل شخص کی طرح جھومتے ہوئے اٹھے گا پھر آپ انے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

ترجمہ : "جو لوگ سود کھاتے ہیں، وہ اپنی قبروں سے ایسے اٹھیں گے، جس طرح وہ آدمی جسے شیطان اپنے اثر سے دیوانہ بنا دیتا ہے"۔

سود خوری ایک ایسا سنگین جرم ہے کہ عالم برزخ اور قبر میں بھی عذاب کا باعث ہو گا، اور آخرت میں بھی موجب سزا ہو گا۔

سیدنا سمرہ بن جندب کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا:

"رات میں میرے پاس دو فرشتے (حضرت جبریل اور حضرت میکائیل) آئے، وہ مجھے اٹھا کر پاک سرزمین (بیت المقدس) کی طرف لے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی چیزیں ملاحظہ فرمائیں، جن میں ایک چیز یہ بھی تھی کہ آپ نے ایک خون کا دریا دیکھا، جس میں ایک آدمی (تیر رہا) ہے اس نہر کے ایک کنارے ایک آدمی کھڑا ہے، اس کے پاس پتھروں کا ایک ڈھیر ہے خون کے دریا میں جو آدمی ہے وہ کوشش کرتا ہے کہ اس دریا سے باہر نکل جائے جب وہ کنارے کے قریب آتا ہے تو کنارے پر کھڑا شخص اس کے منہ میں زور سے پتھر دے مارتا ہے پھر وہ شخص خون کے دریا کے وسط میں چلا جاتا ہے پھر وہ کوشش کرتا ہے کہ باہر نکل جائے لیکن کنارے پر کھڑا شخص اس کے منہ پر پھر زور سے ایک پتھر مارتا ہے۔ اس کے ساتھ مسلسل یہی سلوک ہو رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: میں نے ان دونوں سے پوچھا: "اس آدمی کو یہ سزا کیوں مل رہی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: یہ سود خور ہے، سودی کاروبار کیا کرتا تھا اس لیے اس کو یہ سزا مل رہی ہے۔

ساتھ ہی یہ بھی فرمایا : " جو سزا آپ نے اس کو ملتے دیکھی وہ اسے قیامت تک ملتی رہے گی"۔

(صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب آکل الربوا و شاھدہ و کاتبہ، رقم الحدیث ۲۰۸۵ ، ج ۲، ص ۱۴-۱۵ بحوالہ بہار شریعت جلد دوم، ص ۷۶۷

خلاصہ کلام:

سود خور، اللہ کی رحمت سے دور اور وہ اللہ اور اس کے رسول سے حالت جنگ میں رہتا ہے۔

اللہ تعالٰی نے کسی بھی کبیرہ گناہ کے مرتکب کو وہ دھمکی نہیں دی اور اس عذاب کا وعدہ نہیں کیا جو سود خور کے لئے کیا ہے۔

سود ایک اجتماعی جرم ہے، وہ جس معاشرے میں رواج پا جائے گا اسے تباہ و برباد کر دے گا اور اس کی (اقتصادی) بنیادوں کو منہدم کر دے گا، اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ جن غریب ممالک نے عالمی بینکوں سے سے قرض لیا ہے وہ سود در سود ادا کرتے کرتے تباہ ہو گئے، لیکن قرض بدستور برقرار ہے۔

سود کھانے والے شخص کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ **" حرام کا ایک لقمہ کھانے کی وجہ سے اللہ تعالٰی بندے کی چالیس دن کی عبادت قبول نہیں فرماتا"۔**

نیز ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: **"اگر کوئی شخص ایسا لباس پہنتا ہے جس میں نو درہم تو حلال کے ہیں اور ایک درہم حرام کا ہے تو یہ لباس جب تک اسکے جسم پر رہے گا اللہ تعالیٰ اس کی کسی عبادت کو قبول نہیں فرماتا"۔**

اللہ تعالیٰ کبھی کبھی کافر اور مشرک کی دعا بھی قبول کر لیتا ہے، لیکن اس کی بارگاہ میں سود خور کی دعا تک قبول نہیں ہوتی۔

